عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختمِ نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY **KHATM-E-NUBUWWAT** KARACHI PAKISTAN

قیمت: ۱۰ روپے

جلد: ۳۲ | ۱۳ تا ۲۱ / رمضان المبارک ۱۴۳۴ھ مطابق ۲۳ تا ۳۱ / جولائی ۲۰۱۳ء | شمارہ: ۲۸

غزوہ بدر کے چند معجزات

اسلام کا نظامِ کفالت

فضائلِ اعتکاف

سالانہ ختم نبوت کورس چناب نگر

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

دوران عدت نکاح ثانی کا حکم

محمد عبداللہ، کراچی

س:......سوال حذف کر دیا گیا۔

ج:...... صورت مسؤلہ میں آپ نے مسماۃ ''ب'' کی طلاق کے دو ماہ چند دن گزرنے کے بعد ان سے جو نکاح کیا ہے (جیسا کہ سوال میں مذکور ہے) اگر ان دو ماہ اور چند دنوں میں ''ب'' کی عدت پوری ہو چکی تھی یعنی تین ماہواریاں گزر چکی تھیں، تب تو آپ دونوں کا کیا ہوا نکاح شرعاً درست ہے اور میاں بیوی کی حیثیت سے آپ کے لئے زندگی گزارنا جائز ہے، لیکن اگر مذکورہ مدت میں ''ب'' کے تین حیض نہیں گزرے تھے کہ آپ دونوں نے نکاح کرلیا، تو اس صورت میں چونکہ یہ نکاح بحالت عدت ہوا ہے، لہٰذا یہ نکاح شرعاً فاسد ہے، آپ دونوں پر دوبارہ نئے سرے سے نکاح کرنا لازم اور ضروری ہے اور سابقہ نکاح سے متارکت واجب ہے، جب تک متارکت نہ ہو جائے نیا نکاح صحیح نہ ہوگا، متارکت کا مطلب یہ ہے کہ شوہر زبان سے ایسے الفاظ کہہ دے جس سے اس بیوی کو چھوڑنے کا مضمون سمجھا جائے، مثلاً یہ کہہ دے کہ: میں نے تجھے علیحدہ کر دیا، یا میں نے تجھے چھوڑ دیا، میرا آپ سے کوئی تعلق نہیں وغیرہ وغیرہ یا صریح طور پر طلاق دے دے۔

اس کے بعد بہتر ہے کہ عدت میں تین حیض گزارے اور اس مدت میں، آپ اور ''ب'' دونوں ایک دوسرے سے بالکل علیحدہ رہیں اور ان کے درمیان ازدواجی تعلق یعنی صحبت اور تنہائی وغیرہ کچھ بھی نہ ہو، جب یہ عدت پوری ہو جائے، تب از سر نو نکاح کرلیں اور اگر یہ دونوں متارکت کے بعد عدت کے دوران بھی نکاح کرلیں تو جائز ہے۔

(الدر المختار مع رد المحتار، ص:۵۱۶ تا ۵۲۳، ج:۳ باب العدۃ، فتاویٰ عالمگیری، ص:۲۸۰، ج:۱ کتاب النکاح)

جائیداد کی تقسیم کا حکم

اکمل خان، تلہ گنگ ضلع چکوال

س:......گزارش ہے کہ زید ایک راسخ العقیدہ سنی مسلمان ہے، اس کی کل منقولہ رغیر منقولہ جائیداد صرف ایک عدد رہائشی مکان اور ایک دکان پر مشتمل ہے، جن کی کل مالیت تقریباً بیس لاکھ روپے بنتی ہے۔ زید کے وارثین مندرجہ ذیل ہیں: تین بیٹے، دو بیٹیاں، زوجہ، ایک ہمشیرہ (مطلقہ اور لاولد)، ایک بھائی چھوٹا۔

آپ سے درخواست ہے کہ برائے کرم ترکہ کی تقسیم کے سلسلے میں راہنمائی فرمائیں اور ہر ایک کا الگ الگ حصہ سے مطلع فرمائیں۔

اگر زید اپنی اہلیہ اور بیٹیوں کو بھی بیٹوں کے برابر حصہ دینا چاہے تو کیا شرعاً جائز ہے؟

ج:......صورت مسؤلہ میں اگر زید کے انتقال کے وقت مذکورہ بالا ورثاء سارے کے سارے زندہ رہیں تو اس صورت میں زید کے تمام ترکہ (منقولی، غیر منقولی وغیرہ) کو چونسٹھ حصوں پر تقسیم کیا جائے گا، جن میں بیوہ کو آٹھ حصے ہر ایک بیٹے کو چودہ چودہ حصے جبکہ ہر ایک بیٹی کو سات، سات حصے ملیں گے، بہن بھائی وغیرہ کچھ نہیں ملے گا۔

اگر زید کا کل ترکہ مبلغ بیس لاکھ روپے کی مالیت کا ہو، تو اس میں ہر وارث کا حصہ مندرجہ ذیل ہے:

بیوہ کو: دو لاکھ پچاس ہزار روپے۔

ہر بیٹے کو: چار لاکھ سینتیس ہزار پانچ سو روپے۔

ہر بیٹی کو: دو لاکھ اٹھارہ ہزار سات سو پچاس روپے۔

جی ہاں! زندگی میں ہی اگر دے تو شرعاً اس کی گنجائش ہے۔ واللہ اعلم۔

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

مجلس

مجلس ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد

علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۳۲ — ۱۳تا۲۱رمضان المبارک۱۴۳۴ھ مطابق ۲۳تا۳۱جولائی۲۰۱۳ء — شمارہ:۲۸

سرپرست

حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

حضرت مولانا نورالحق صاحب نور کا وصال	۵	مولانا اللہ وسایا مدظلہ
اسلام کا نظام کفالت	۷	مولانا زاہد الراشدی
غزوہ بدر کے چند معجزات!	۱۱	مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
فضائل و مسائل اعتکاف	۱۳	مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ
سالانہ ختم نبوت کورس، چناب نگر	۱۷	مولانا اللہ وسایا مدظلہ
مرزا صاحب کی پیش گوئیاں (۲)	۲۰	مولانا لال حسین اخترؒ
نفس و شیطان کا دھوکا	۲۳	چوہدری افضل حقؒ
خبروں پر ایک نظر	۲۵	ادارہ

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زر تعاون بیرون ملک

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

زر تعاون اندرون ملک

فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

چیک-ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت، اکاؤنٹ نمبر 363-8 اور اکاؤنٹ نمبر 927-2 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ (کوڈ:0159) کراچی پاکستان ارسال کریں۔

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)

ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، ۳۴۲۳۴۴۷۶ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰

Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)

Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi

Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان

فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶

Hazori Bagh Road Multan

Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:

35,Stockwell Green

London, SW9 9HZ U.K

Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سید شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

درسِ حدیث

جنت کے مناظر

خواتینِ جنت

"حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اہلِ جنت کی عورتوں میں سے عورت کی پنڈلی کی سفیدی ستر حلوں کے ورے سے نظر آئے گی، یہاں تک کہ اس کا گودا بھی نظر آئے گا، اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ: "وہ (یعنی اہلِ جنت کی عورتیں) گویا یاقوت اور مرجان ہیں" اور یاقوت کی حالت یہ ہے کہ اگر تم اس میں دھاگہ ڈالو، پھر اگر اس یاقوت کو گرد و غبار سے صاف کردو تو تم اس دھاگے کو اس کے ورے سے دیکھوگے۔" (ترمذی، ج:۲، ص:۷۶)

سورۂ رحمٰن میں خواتینِ جنت کے بارے میں حق تعالیٰ شانہٗ کا ارشاد ہے:

"كَأَنَّهُنَّ الْيَاقُوتُ وَالْمَرْجَانُ." (الرحمٰن:۵۸)

ترجمہ: "گویا وہ یاقوت اور موتی ہیں۔"

مفسرین فرماتے ہیں کہ تشبیہ سے مقصود ان کی صفائی و لطافت اور سرخ و سفید رنگت کا بیان کرنا ہے، امام رازی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"وهذا التشبيه فيه وجهان، أحدهما تشبيه بصفائها، وثانيهما بحسن بياض اللؤلؤ وحمرة الياقوت، والمرجان صغار اللؤلؤ وهي أشد بياضًا وضياءً من الكبير بكثير."

ترجمہ: "اس تشبیہ میں دو وجہیں ہیں، ایک یاقوت اور موتی کی صفائی کے ساتھ تشبیہ دینا، دوسری موتی کی سفیدی اور یاقوت کی سرخی کے حسن سے تشبیہ دینا، مرجان چھوٹے موتی کو کہتے ہیں، اور چھوٹے موتی بڑوں کی بہ نسبت سفیدی اور چمک میں کئی درجے فائق ہوتے ہیں۔"

اس حدیث میں ان کی اسی لطافت و حسن کو ذکر فرمایا ہے کہ ستر حلوں کے ورے سے اس کی پنڈلی اور پنڈلی کا گودا ظاہر ہوگا، جس طرح مصفا یاقوت کے ورے سے دھاگہ نظر آیا کرتا ہے۔

۲:... "حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ نَا أَبِي عَنْ فُضَيْلِ بْنِ مَرْزُوقٍ عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ أَوَّلَ زُمْرَةٍ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى مِثْلِ ضَوْءِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ، وَالزُّمْرَةُ الثَّانِيَةُ عَلَى مِثْلِ أَحْسَنِ كَوْكَبٍ دُرِّيٍّ فِي السَّمَاءِ، لِكُلِّ رَجُلٍ مِنْهُمْ زَوْجَتَانِ، عَلَى كُلِّ زَوْجَةٍ سَبْعُونَ حُلَّةً يُرَى مُخُّ سَاقِهَا مِنْ وَرَائِهَا. هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ."

۳:... "حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ نَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى نَا شَيْبَانُ عَنْ فِرَاسٍ عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَوَّلُ زُمْرَةٍ تَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَلَى صُورَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ، وَالثَّانِيَةُ عَلَى لَوْنِ أَحْسَنِ كَوْكَبٍ دُرِّيٍّ فِي السَّمَاءِ، لِكُلِّ رَجُلٍ مِنْهُمْ زَوْجَتَانِ، عَلَى كُلِّ زَوْجَةٍ سَبْعُونَ حُلَّةً يَبْدُو مُخُّ سَاقِهَا مِنْ وَرَائِهَا. هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ." (ترمذی، ج:۲، ص:۷۶)

ترجمہ: "حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پہلی جماعت جو قیامت کے دن جنت میں داخل ہوگی وہ (اپنے چہروں کی نورانیت میں) چودھویں رات کے چاند کی روشنی کی طرح ہوگی، اور دوسری جماعت آسمان میں چمکتے ہوئے حسین ترین ستارے کی طرح ہوگی، ان میں سے ہر شخص کی دو بیویاں ہوں گی، ہر بیوی پر ستر حلے ہوں گے، اس کی پنڈلی کا گودا ان کے ورے سے نظر آئے گا۔"

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

اس حدیثِ پاک میں ہر جنتی کی دو بیویوں کا ذکر آیا ہے اور ترمذی میں ستر ہ ابواب کے بعد صفحہ:۸۱ پر "باب ما لأدنى أهل الجنة من الكرامة" آیا ہے، جس میں یہ حدیث ذکر کی گئی ہے کہ: "ادنیٰ جنتی کے لئے اسی ہزار خادم اور ۷۲ بیویاں ہوں گی۔"

حافظ رحمہ اللہ نے فتح الباری "بدء الخلق، صفة الجنة" (ج:۶، ص:۳۲۵) میں اس مضمون کی متعدد روایتیں نقل کی ہیں، چنانچہ:

۱:... مسند احمد میں بروایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوعاً وارد ہے کہ ادنیٰ مرتبے کے جنتی کے بارے میں مروی ہے کہ دُنیا کی بیویوں کے علاوہ اس کے لئے ۷۲ بیویاں حورعین سے ہوں گی (وفي سنده شهر بن حوشب، وفيه مقال)۔

۲:... ترمذی میں مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ شہید کے لئے چھ انعام (خصال) ہیں، ان میں سے ایک یہ کہ ۷۲ حوروں سے اس کا عقد کیا جاتا ہے۔

۳:... مسند ابویعلیٰ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی طویل حدیث (حدیث الصدر کے نام سے مشہور ہے) میں ہے کہ: آدمی کی ۷۲ بیویاں ہوں گی، ان حوروں سے جن کو اللہ تعالیٰ جنت میں پیدا فرمائیں گے، اور دو بیویاں ہوں گی اولادِ آدم سے۔

۴:... ابن ماجہ اور دارمی میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: جو شخص بھی جنت میں داخل ہوگا، اللہ تعالیٰ ۷۲ حوروں سے اور ۲ دُنیا کی عورتوں سے اس کا عقد کریں گے (وسنده ضعيف جدًا)۔

حافظ رحمہ اللہ کہتے ہیں: زیر بحث حدیث میں جن دو بیویوں کا ذکر ہے اس سے مراد دُنیا کی بیویاں ہوں گی۔ صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے اسی حدیث سے یہ استدلال کیا کہ جنت میں عورتوں کی تعداد مردوں سے زیادہ ہوگی، واللہ اعلم!

اداریہ

حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ

حضرت مولانا نورالحق صاحب نور کا وصال!

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بزرگ اور ممتاز راہنما، مرکزی مجلس شوریٰ کے سب سے پرانے رکن مولانا نورالحق نور ۶ ؍جون ۲۰۱۳ء کو پشاور میں انتقال کر گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مولانا نورالحق صاحب کے والد گرامی حضرت مولانا نورمحمد صاحب سوات سے ترک وطن کر کے پشاور میں تشریف لائے۔ جامع مسجد ہشت نگری کے خطیب مقرر ہوئے اور بہت نمایاں خدمات سرانجام دیں۔ مولانا فضل حق، مولانا نورالحق نور اور مولانا عبدالجلیل تینوں حضرات مولانا نورمحمد صاحب کے صاحبزادے تھے۔ مولانا نورالحق ان تینوں بھائیوں میں منجھلے بھائی تھے، جو مولانا نورمحمد صاحب کے گھر ۱۹۲۷ء کو پیدا ہوئے۔ مولانا نورالحق نور پانچ سال کے تھے کہ والد مولانا نورمحمد صاحب کا وصال ہوگیا۔

ان کے وصال کے بعد جامع مسجد ہشت نگری کے خطیب مولانا فضل حق مقرر ہوئے۔ آپ نے بڑا نام پایا، آپ کی پشاور ریڈیو سے تقاریر نشر ہوتی تھیں اور صوبہ کی سطح پر آپ کی رائے اور فتاویٰ کا بڑا احترام کیا جاتا تھا۔ علماء کرام میں نستعلیق قسم کی منجھی ہوئی گفتگو کرنا اور پُرمغز سلیس اور رواں تقریر کرنے میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ مولانا فضل حق صاحب نے ہی والد گرامی کے بعد اپنے چھوٹے بھائیوں کی تعلیم وتربیت کا فریضہ سرانجام دیا۔ مولانا نورالحق صاحب نے تمام تعلیم گھر پر اپنے بڑے بھائی مولانا فضل حق صاحب سے حاصل کی۔

مولانا نورالحق صاحب کا گھرانہ نامور علمی گھرانہ تھا، ایک دفعہ خود راقم سے ارشاد فرمایا کہ شیخ الاسلام حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر بنے تو مجھے آپ سے پشاوری ہونے کے ناتے بہت قرب نصیب ہوا۔ ایک بار میں نے حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ جو اس وقت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ تھے سے درخواست کی کہ حضرت شیخ بنوریؒ کا اسلام آباد اور پشاور کا پروگرام ہو تو اس دوران مجھے تھوڑا سا وقت مل جائے تو میری صاحبزادی کا نکاح حضرت شیخ بنوریؒ پڑھا دیں جو میرے پورے خاندان کے لئے سعادت کا باعث ہوگا۔ مولانا محمد شریف جالندھری یکدم اٹھے میرا ہاتھ تھاما اور حضرت بنوریؒ کی خدمت میں حاضر کر دیا کہ حضرت یہ مولوی صاحب (مولانا نورالحق نور) آپ سے کچھ درخواست کرنا چاہتے ہیں، جونہی عرض کیا فوراً حضرت بنوریؒ نے بشاشت قلبی اور فرحت سے وقت کا تعین کر دیا۔ وقت مقررہ پر آپ کراچی سے تشریف لائے، میرے گھر ہشت نگری میں مختصر قیام فرمایا اور میری بیٹی کا نکاح کا خطبہ بھی ارشاد فرمایا۔ اس دوران کا ایک اور حیرت انگیز واقعہ بیان کرتے ہوئے حضرت مولانا نورالحق نور نے بتایا کہ جونہی بیٹھنے کے لئے حضرت بنوریؒ نے جوتیاں اتاریں، میں نے بڑی عقیدت سے نہ صرف اٹھالیں بلکہ انہیں سینے سے لگالیا، حضرت بنوریؒ نے دیکھا تو بڑے جلال سے فرمایا کہ: ظلم نہ کرو، ظالم نہ بنو، تم نے مجھ پر بہت ظلم کیا، ایسا بالکل نہ کرنا چاہئے تھا۔ لگاتار تین چار جملے پشتو میں شدید اضطراب کے ارشاد فرمائے، میں نے احترام میں جوتے رکھ دیئے اور مجلس میں مؤدب ہو کر بیٹھ گیا۔ تقریب کے اختتام پر اپنے بھائی مولانا فضل حق سے ذکر کیا کہ میں نے اس طرح حضرت بنوریؒ کے نعلین اٹھائے تو آپ نے شدید الفاظ میں اضطراب کا اظہار کیا۔ مولانا فضل حق نے فرمایا کہ حضرت بنوریؒ نے حضرت مولانا نورمحمد سواتی ہمارے والد گرامی سے شرح ملا جامی پڑھی ہے، اس حوالہ سے آپ ان کے استاذزادے ہیں، اس احترام کے باعث جوتے اٹھانے پر آپ نے شدید اضطراب کا اظہار فرمایا۔

حضرت مولانا نورالحق صاحب کا گھرانہ علمی گھرانہ تھا، آپ نے جتنی دینی تعلیم حاصل کی گھر پر کی اور پھر شعور پاتے ہی مجلس احرار اسلام سے وابستہ ہوگئے۔ حضرت امیر سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ کی محبتوں کے بہت گہرے نقوش ان کے قلب وجدان پر تھے۔ پاکستان بنتے ہی جونہی ان حضرات نے مجلس تحفظ ختم نبوت کے قیام کا فیصلہ کیا۔ اٹھتی جوانی میں آپ مجلس تحفظ ختم نبوت کے پلیٹ فارم سے ایسے سرگرم عمل ہوگئے کہ زندگی کے آخری سانس تک کسی دوسری جماعت کی طرف رخ کر کے دیکھا بھی نہیں، اس کو کہتے ہیں: ’’یک در گیر ومحکم گیر‘‘ یکسوئی وتندہی سے ایک سمت متعینہ پر محنت کئے جانے کی اس سے

زیادہ عمدہ مثال پیش کرنا مشکل ہے، جو مولانا نورالحق نور پیش کر گئے۔ حق تعالیٰ ان کی بال بال مغفرت فرمائیں خوب قول کے پکے اور عزم کے پختہ انسان تھے۔

فقیر ۱۹۶۷ء، ۱۹۶۸ء میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے قافلہ میں شامل ہوا، اس وقت مولانا نورالحق صاحب کی جوانی جوبن پر تھی، مولانا سید منظور احمد حجازی، مولانا قاضی محمد اللہ یار خان، مولانا خدا بخش ایسے فاضل نظریاتی خطیب مجلس کے پلیٹ فارم پر خدمات سرانجام دے رہے تھے۔ ان کا ہر دوسرے ماہ مولانا نورالحق صاحب نور کی دعوت پر پشاور جانا ہوتا تھا۔ ان ساتھیوں میں سے کسی ایک کو بلواتے چار پانچ روز جامع مسجد ہشت نگری یا جامع مسجد قاسم علی خان میں ان کا قیام رکھتے، صبح و شام دن، رات پانچ چھ پروگرام کراتے، چار پانچ روز میں پچیس تیس پروگرام ہو جاتے، یوں انہوں نے سالہا سال تک اس خطہ میں عقیدۂ ختم نبوت کی جوگ جگائے رکھی۔

فقیر راقم کی تقرری فیصل آباد ہوئی، مولانا نورالحق نور نے کسی متذکرہ دوست کا مرکز سے وقت مانگا ہوگا، وہ فارغ نہ ہوں گے۔ حضرت مولانا محمد شریف جالندھری نے فقیر کو بھیج دیا، بس اس کے بعد پشاور کے حضرت مولانا نورالحق صاحب سے ایسی یاد اللہ کی رسم پروان چڑھی کہ باہمی اعتماد و جماعتی تعلق، ذاتی محبت میں ہی تبدیل ہو گیا۔

۲۹ مئی ۱۹۷۴ء کو چناب نگر ریلوے اسٹیشن پر قادیانی اوباشوں نے مسلمان طلباء پر حملہ کیا، اس سے ایک ہفتہ پہلے فقیر پشاور کے سفر پر تھا۔ ۲۹ مئی کو چناب ایکسپریس سے ہی فیصل آباد واپس آنا تھا، یاد نہیں کہ سیٹ نہ ملی یا کوئی اور وجہ ہوئی کہ لاہور کا راستہ اختیار کر لیا جب ۲۹ مئی کی شام لاہور سے ہو کر فیصل آباد، حاضر ہوا تو شہر میں اگلے روز کی ہڑتال کا اعلان ہو رہا تھا اور مولانا تاج محمودؒ، مولانا مفتی زین العابدینؒ اور دیگر راہنماؤں کی الخیام ہوٹل میں پریس کانفرنس ہونا تھی، فقیر نے سامان رکھا، پریس کانفرنس میں حاضر ہوا اور پھر چل سو چل۔

تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء اور تحریک ۱۹۸۴ء میں مولانا نورالحق نور پیش پیش رہے۔ پشتو زبان کے اچھے خطیب تھے، جب بھی بات کرتے پتے کی کرتے۔ مولانا نورالحق نور مرحوم عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی مجلس شوریٰ کے رکن بنے، پہلے دن سے اپنی زندگی کے آخری اجلاس تک ایک بھی اجلاس ایسا نہیں جس میں آپ کا ناغہ ہوا ہو، ایک دن پہلے تشریف لاتے تھے، پورا دن دفتر میں ملک بھر سے آنے والے مہمانوں سے ملتے رہتے۔ اگلے روز اجلاس میں شریک ہوتے۔ اجلاس کے ختم ہوتے ہی واپسی کا سفر شروع ہو جاتا، اس معمول میں کبھی تخلف نہیں ہوا۔ ختم نبوت کانفرنس چنیوٹ، پھر ختم نبوت کانفرنس چناب نگر میں پابندی وقت سے ہمیشہ تشریف لاتے، ایک بھی آپ کا ناغہ نہیں ہوا۔

کانفرنس جمعرات، جمعہ کو منعقد ہوتی، آپ بدھ، جمعرات کی درمیانی رات تشریف لاتے جمعرات فجر کی نماز باجماعت کانفرنس کے پنڈال میں ادا کرتے، جمعرات صبح کے درس قرآن سے لے کر جمعہ کے روز عصر تک برابر ہر اجلاس میں اسٹیج پر بیٹھ کر پوری کارروائی میں حصہ لیتے، جب موقع ملتا بیان بھی کرتے، ادھر اجلاس ختم ہوا، اختتامی دعا ہوئی، ادھر ان کا سفر شروع ہو جاتا۔ اسلام آباد، راولپنڈی، مانسہرہ تک مجلس کے پروگرام بڑے اہتمام سے منعقد کراتے یا اس میں شریک ہوتے، خوب ہی متحرک انسان تھے۔

مولانا نورالحق نور کا بیعت کا تعلق حضرت مولانا خواجہ خان محمد نوراللہ مرقدہ سے تھا۔ حضرت خواجہ خواجگان کا کمال احترام کرتے تھے بلکہ اپنے شیخ کا احترام کرنا ان کا عمل مثالی تھا۔ حضرت خواجہ صاحب بھی ان سے بہت محبت فرمایا کرتے تھے۔

حضرت مولانا نورالحق، حضرت مولانا مفتی شہاب الدین پوپلزئی دامت برکاتہم کے مجلس میں تشریف لاتے ہی بہت خوش ہوئے۔ حضرت مفتی پہلے پشاور کے امیر منتخب ہوئے، پھر مرکزی شوریٰ کے لئے آپ کی تقرری ہوئی، پھر پورے صوبہ کے نظم کے انچارج مقرر ہوئے، مفتی صاحب کے تشریف لانے سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے کام نے صوبہ خیبر پختونخواہ میں وسعت اختیار کی۔ مولانا نورالحق صاحب بھی اس پورے دور میں آپ کے دست و بازو رہے۔ مولانا نورالحق صاحب نے چوراسی سال زندگی پائی۔ آپ کے داڑھی کے بال ایک دفعہ سفید ہو کر پھر کالے ہونے شروع ہوئے۔ قابل رشک صحت سے زندگی گزاری، آخری عمر میں بڑھاپے کے اثرات ضرور تھے، لیکن آخر وقت تک کسی کے محتاج نہیں ہوئے۔

آپ کے وصال کے وقت فقیر بیرون ملک کے سفر پر تھا واپسی پر چناب نگر کورس پھر کراچی کا سفر درپیش تھا۔ پشاور تعزیت کے لئے وقت نہ نکال پایا، آج کراچی ہی کے سفر میں یہ سطور لکھی ہیں۔ مرحوم کی محبتوں، شفقتوں اور اصاغر پروری کو یاد کرتا ہوں تو دل میں ایک ہوک سی اٹھتی ہے کہ: "زمین کھا گئی آسماں کیسے کیسے۔"

حق تعالیٰ حضرت مرحوم کی بال بال مغفرت فرمائیں، ان کے درجات بلند ہوں اور پسماندگان کو اللہ رب العزت صبر جمیل کی توفیق نصیب فرمائیں۔ آمین۔ بجاہ النبی الامی الکریم۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ وصحبہ اجمعین

اسلام کا نظام کفالت

جامعہ ابوہریرہ میں اساتذہ اور طلبا کی تربیتی نشست سے خطاب

مولانا زاہد الراشدی

ضبط و ترتیب: مولانا عبدالغنی حقانی

جامعہ ابوہریرہ سے کئی نسبتیں:

جامعہ ابوہریرہ میں حاضری کی کئی نسبتیں ہیں، ایک نسبت تو یہ ہے کہ علمی ادارہ ہے اور بہت بڑا ادارہ ہے، کسی بھی دینی تعلیمی ادارے میں جا کر خوشی ہوتی ہے پھر جہاں کچھ کام ہمارے ذوق کے مطابق ہو رہا ہو اور سلیقے اور نظم سے ہو رہا ہو وہاں اور زیادہ خوشی ہوتی ہے، یوں تو ہر دینی ادارے میں جا کر خوشی ہوتی ہے لیکن اپنا اپنا ذوق ہوتا ہے زمانے کی ضروریات، معاشرے کی ضروریات کو سامنے رکھ کر ذوق اور لگن سے کام ہو رہا ہو تو یقیناً اور زیادہ خوشی ہوتی ہے۔ جامعہ ابوہریرہ میں کام کے حوالے سے لگن، شوق اور سلیقہ مندی سے جو کام ہو رہا ہے، یہ بھی ایک نسبت ہے پھر مولانا عبدالقیوم حقانی ہمارے پرانے دوست بھی ہیں، بھائی بھی ہے، ساتھی بھی ہے بہت سی تحریکات میں بہت سے حوالوں سے ہم اکٹھے چلے آ رہے ہیں۔

شیخ الحدیث مولانا عبدالحق کی نسبت:

ایک تیسری نسبت بھی ہے جو میں ہمیشہ یاد رکھتا ہوں وہ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق نور اللہ مرقدہ کی خوشبو والی نسبت ہے اور یہ ایک بہت بڑی نسبت ہے، میں نے حضرت شیخ کی خدمت میں بارہا مولانا عبدالقیوم حقانی کو دیکھا ہے، مجھے مولانا حقانی کو دیکھ کر وہ خوبصورت روحانی مناظر اور مجلسیں یاد آ جاتی ہیں۔ حضرت شیخ رحمہ اللہ کی خدمت میں بالخصوص عصر کے بعد کی مجلس میں وہ خوبصورت مناظر کب بھلانے کے ہیں۔ اللہ تعالیٰ شیخ الحدیثؒ کے درجات جنت میں بلند سے بلند تر فرمائے، اور جو بھی ان کے مشن پر کام کر رہا ہو ان سب کو حضرت شیخؒ کے ساتھ نسبت میں استحکام نصیب فرمائے۔ آمین۔

میں ایک طالب علمانہ بات عرض کرنا چاہوں گا کہ اسلام مکمل نظام حیات ہے، اس بات کی ایک جھلک اگر دیکھنی ہو تو صحیح بخاری کی فہرست پڑھ لیں، دونوں جلدوں کی فہرستیں سات آٹھ صفحات پر مشتمل ہوں گی، پڑھنے میں دس پندرہ منٹ لگیں گے۔

صحیح بخاری کی جامعیت:

بخاری شریف کو الجامع الصحیح کہا جاتا ہے، اس نام کے کئی پہلو ہیں، میں اس پہلو پر زیادہ توجہ دیتا ہوں کہ الجامع کا ایک معنی یہ ہے کہ یہ کتاب زندگی کے تمام مسائل پر محیط اور جامع ہے۔ اس کی فہرست پر نظر ڈالیں اور پھر انسانی زندگی کا کوئی بھی مسئلہ لے لیں پھر دیکھیں کہ اس کتاب نے اس مسئلے کو مَس کیا ہے نہیں؟ کوئی مسئلہ اجتماعی زندگی کا ہو یا شخصی و خاندانی زندگی کا، تجارت کا مسئلہ ہو یا سیاست و حکومت کا، عدالت کا مسئلہ ہو یا لڑائی اور صلح کا، ہنسی مذاق ہو یا سنجیدگی کا رویہ، آپ کو ان شاء اللہ زندگی کا کوئی مسئلہ ایسا نہیں ملے گا، زندگی کے کسی بھی شعبے سے متعلق جس پر امام بخاریؒ نے حدیث نبوی نقل نہ کی ہو یا حدیث کا حوالہ نہ دیا ہو، اگر حدیث نبوی کوئی نہیں ملی تو آثار صحابہ میں سے کوئی اثر نقل کر دیا ہوگا، نہیں تو عنوان ضرور قائم کیا ہوگا۔

اسلام کی جامعیت:

اسلام ایک جامع نظامِ حیات ہے، آج ہماری یہ جو ایک ناقص سوچ اور ادھوری فکر بن گئی ہے، اسے کمزوری کہہ لیں یا غلط فہمی کہہ لیں یا نا سمجھی، بہر صورت، یہ سوچ، یہ فکر، غلط ہے کہ ہم اسلامی نظام کی بات چند شعبہ ہائے زندگی کے حوالے سے کرتے ہیں، معاشرے میں جب اسلام کی بات کرتے ہیں تو اسلام کی جامعیت کے حوالے سے نہیں کرتے، جامع ہونے کا مطلب کیا ہے؟ یہی کہ زندگی کے ہر شعبے میں، مختلف حوالوں سے اسلام ہمیں راہنمائی دیتا ہے اور اتنی مکمل راہنمائی کہ دنیا کے کسی نظام میں دنیا کے کسی سسٹم میں ایسی مکمل راہنمائی موجود نہیں۔

نبوی تربیت کی ایک جھلک:

ایک قصہ آپ نے بھی پڑھا ہوگا، میں نے عربی کی کسی کتاب میں ۱۹۵۵ء میں پڑھا تھا، عباسی دور کی بات ہے، ایک عیسائی طبیب نے ایک مسلمان عالم کے سامنے یہ ایک اعتراض پیش کیا تھا کہ تمہارا پیغمبر بھی عجیب ہے، پیشاب کا طریقہ بھی بتاتا ہے، پاخانے کا طریقہ بھی، حاجت کے لئے بیٹھنا کیسے ہے اور منہ کس طرف کرنا ہے، یہ کیسا عجیب پیغمبر ہے؟ مسلمان عالم نے جواباً عیسائی طبیب سے کہا تھا کہ جو چیز تمہارے نزدیک عیب کی بات ہے وہ ہمارے نزدیک خوبی کی بات ہے، جسے تم کمزوری سمجھ رہے ہو وہی تو خوبی ہے کہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں زندگی کے کسی چھوٹے سے چھوٹے معاملے میں

بھی دوسرے کا محتاج نہیں چھوڑا، ہر بات خود بتائی ہے خود سمجھائی ہے، اولاد کی تربیت جب باپ نہیں کرے گا تو اور کون کرے گا؟

ہر شعبہ میں اسلام کی مکمل راہنمائی:

تو میرے بھائیو! بات یہ ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنی مکمل راہنمائی فرمائی ہے کہ زندگی کا کوئی چھوٹے سے چھوٹا مسئلہ بھی ایسا نہیں ہے کہ جس کے لئے ہمیں کسی دوسرے کی طرف دیکھنا پڑے یا دوسرے سے پوچھنا پڑے یا دوسرا کوئی پوچھے اور ہم جواب دیں کہ ہمیں معلوم نہیں ہے (ایسا ہرگز نہیں)، بلکہ زندگی کے تمام شعبوں میں، اسلام نے مکمل راہنمائی دی ہے۔

اسلام کا نظامِ کفالت:

اس مناسبت سے کہ آج کی دنیا کا یہ ایک بڑا مسئلہ ہے، حکومت کی طرف سے عوام کی معاشی کفالت کا مسئلہ، اکثر اوقات، اجتماعی مسائل پر جب بات ہوتی ہے تو یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اسلام کا نظامِ کفالت کیا ہے؟ (اگرچہ زندگی کے سینکڑوں شعبوں میں سے یہ ایک ہی شعبہ ہے) اسلامی ریاست، اپنی رعایا کی معاشی کفالت کی ذمہ داری کیسے نبھاتی ہے؟

دینِ اسلام ایک اسلامی ریاست کے طور پر، اسلامی حکومت کے طور پر اپنی رعایا کی ضروریات کو کیسے پورا کرتا ہے؟ اس کی ذمہ داری کیا ہے؟ اس موضوع پر تھوڑی سی بات کرنا چاہوں گا، بات ذرا سی ہے بھی ایسی جو ہمارے معمولات ومشاغل سے باہر ہے اور ہمارے کرنے دھرنے کا اس میں کوئی حصہ نہیں، لیکن پھر بھی میں چاہتا ہوں کہ اس پر تھوڑی سی بات ہوجائے۔

اسلام میں انشورنس کی ضرورت نہیں:

آج کل لوگ پوچھتے ہیں اور باحوالہ پوچھتے ہیں، خود مجھ سے میرے ایک دوست نے پوچھا: کیا اسلام میں انشورنس کی کوئی شکل ہے؟ میں نے کہا: نہیں! اس نے پوچھا: کسی کمپنی کی بھی؟ میں نے جواباً کہا: نہیں! کمپنی کی بھی کوئی شکل نہیں ہے، اس نے کہا: پھر اسلام ان جیسی ضروریات یا معاملات میں کیا تجویز کرتا ہے؟ میں نے اپنے دوست کے جواب میں یہ کہا کہ اسلام کے نظمِ معیشت میں، اسلام کے نظامِ معاشرت میں انشورنس کی ضرورت ہی نہیں پڑتی، ہمیں انشورنس کی ضرورت ہی نہیں، اسلام کا نظام اگر آجائے تو انشورنس کی ضرورت ہی نہیں ہوگی، کیوں؟ اس لئے کہ اسلامی ریاست، بحیثیت ریاست، ملک کے ہر شہری کی ہر ضرورت کی ذمہ دار ہے، کوئی بے سہارا ہوگا تو پھر انشورنس کی ضرورت پڑے گی، انشورنس کیا ہوتی ہے؟ کوئی بے سہارا ہوگیا، چلو چار پیسے دے دو، کوئی بے سہارا ہوگا تو اس کو انشورنس کی ضرورت پڑے گی۔

اسلام کا انشورنس سے بہتر نظام:

ہمارے نظام (سسٹم) میں انشورنس کا یہ سسٹم اور یہ نظام نہیں ہے، کیوں؟ اس لئے کہ ہمیں اس کی ضرورت نہیں ہے۔ ہمارا نظام کیا ہے؟ کوئی معذور ہوگیا تو اس کی کفالت کس کے ذمہ ہے؟ ہمارا نظام یہ ہے کہ ایسے شخص کی کفالت بیت المال کے ذمہ ہوگی۔ اگر کوئی لاوارث ہوگیا تو اس کی کفالت کس کے ذمہ ہے؟ بیت المال کے ذمہ ہے؟ کوئی بے روزگار ہوگیا تو اس کی کفالت کس کے ذمہ ہے؟ بیت المال ہی کے ذمہ ہے، کسی بھی حوالے سے کوئی امداد کا مستحق ہوگیا تو اس کی امداد کس کے ذمہ ہے؟ بیت المال کے ذمہ ہے، کوئی معذور، کوئی نادار، کوئی مستحق، کوئی بھی شخص معاشرے کا ایسا نہیں ہے کہ بیت المال اس کی کفالت کا ذمہ دار نہ ہو۔ جب بیت المال ضرورت وحاجت کی ہر بات کی ذمہ داری قبول کرتا ہے تو پھر اسلامی ریاست کو کسی اور کمپنی کی ضرورت نہیں ہے۔

نظامِ کفالت کی بنیاد:

کئی احادیث سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلے پہل معمول یہ تھا، جیسا کہ صحیح بخاری شریف کی روایت میں آتا ہے کہ کوئی جنازہ آتا، معاشرے کے افراد میں سے کسی فرد کا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پوچھتے کہ اس کے ذمہ کوئی قرضہ تو نہیں ہے؟ جب جواب ملتا یا رسول اللہ! کوئی قرضہ نہیں ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی نماز جنازہ پڑھادیتے، اگر یہ جواب ملتا کہ یا رسول اللہ! قرضہ اس کے ذمہ واجب الادا ہے تو استفسار فرماتے کہ قرضہ کی ادائیگی کا کوئی بندوبست بھی کیا ہے یا نہیں؟ پھر اگر یہ جواب ملتا کہ قرضہ کی ادائیگی کا بندوبست ہے پھر خود نماز جنازہ پڑھادیتے کہ چلو ٹھیک ہے کہ جب قرضے کی ادائیگی کا بندوبست ہے تو خود ہی جنازہ پڑھا دیتا ہوں، کبھی ایسی صورت بھی پیش آتی کہ میت، مرنے والا قرضہ چھوڑ گیا ہے لیکن ادائیگی کا بندوبست کرکے نہیں گیا، ایسی صورت حال میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود جنازہ نہیں پڑھاتے تھے، لیکن یہ معمول ابتدا میں تھا کہ ایسے مقروض شخص کا جنازہ خود نہیں پڑھاتے تھے، چنانچہ روایت ہے کہ ایک صحابی کے جنازہ پڑھانے سے انکار فرمادیا تھا جو قرضہ چھوڑ کر فوت ہوگئے تھے اور ادائیگی کا بندوبست کرکے نہیں گئے تھے، ایسے مقروض میت کے بارے میں صحابہ کرامؓ سے فرمایا کہ ان کا نماز جنازہ تم پڑھو! اس موقع پر حضرت ابوقتادہؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اس کا قرضہ میرے ذمہ ہے، ہمیں اس کے جنازے سے محروم نہ کریں۔

ابتدا میں یہ معمول تھا کہ جو کوئی قرضہ چھوڑ کر مرا ہے اگر اس کی ادائیگی کا کوئی بندوبست جائیداد وغیرہ میں نہ ہوسکتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم بذاتِ خود اس کا جنازہ پڑھانے سے گریز فرماتے تھے لیکن پھر

طریقہ بدل دیا پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اعلان فرمایا وہ اعلان آپ کے سامنے ذکر کرنا چاہتا ہوں، فرمایا: ''من ترک مالاً فلورثتہ۔'' جو آدمی دنیا سے گیا ہے اور مال چھوڑ کر مرا ہے تو اس کا مال کس کو ملے گا؟ وارث کو ملے گا، قرضے کا بوجھ یا لاوارث بچے کا بوجھ کس کے اوپر ہے؟ بے سہارا خاندان چھوڑ کر مر گیا ہے تو اس کی کفالت کس کے ذمہ ہے؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''فَاِلَیَّ وَ عَلَیَّ'' صرف ''اِلَیَّ'' نہیں فرمایا: صرف ''اِلَیَّ'' فرماتے تو اس بات میں قیل وقال کی گنجائش تھی بلکہ فرمایا: ''فَاِلَیَّ وَ عَلَیَّ'' اس لئے میں کہتا ہوں کہ اسلام کے تمام تر نظام کفالت کی بنیاد ''فالی علی'' پر ہے، اسلام کے نظام کفالت کی بنیاد کس پر ہے؟ ''فَاِلَیَّ وَ عَلَیَّ'' کے اوپر ہے۔

نظامِ کفالت ایک منظم سسٹم:

قرضے کا کوئی بوجھ ہے، پیچھے کوئی بے سہارا ہے، کوئی معذور ہے، کوئی لاوارث ہے، جس کا کوئی نہیں وہ میرے پاس آئے گا اور اس کا بوجھ مجھ ہی پر ہوگا، یعنی اس کی کفالت کی ذمہ داری میری ہے، اس کو سنبھالنا میری ذمہ داری ہے۔ بیت المال کی یہ ذمہ داری ہے کہ اس کی ضروریات کو پورا کرے، ایسا نہیں کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف کسی ایک صحابی سے ایسا فرمایا ہو بلکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک سسٹم بن گیا تھا، ایک ایسا نظام وجود میں آ گیا تھا کہ جس کو جس کسی چیز کی ضرورت ہے اور اس کو میسر نہیں ہے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی ضرورت کو پورا فرماتے، کوئی آتا کہتا: یا رسول اللہ! مجھے کپڑا چاہئے، کوئی کہتا: یارسول اللہ! مجھے غلہ چاہئے، ایک صحابی آئے اور کہا کہ مجھے سواری میسر نہیں، یارسول اللہ! مجھے سواری دے دیں، فرمایا ٹھیک ہے، ایک صحابی آئے اور کہا کہ غلہ نہیں ہے یارسول اللہ! مجھے غلہ چاہئے، بلکہ اس ذیل میں صحیح بخاری شریف میں ایک مشہور لمبا واقعہ مروی ہے۔ واقعے کی تفصیل میں، میں نہیں جانا چاہتا، واقعہ میں یوں ہے کہ ایک شخص آیا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میں تو ہلاک ہو گیا، فلاں غلطی کر بیٹھا ہوں کیا کروں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کی مالی وجسمانی حالت کا اندازہ کر کے اس شخص سے کچھ سوال پوچھے تاکہ کفارے کی نوعیت متعین ہو سکے، سوال و جواب کے بعد جب ساٹھ مساکین کو کھانا کھلانے پر بات ٹھہر گئی تو اس شخص نے اپنی انتہائی تنگدستی ظاہر کر دی، اس دوران حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھجوریں لائی گئیں، آپ نے فرمایا: کہاں گیا وہ درخواست گزار؟ اس شخص نے کہا: میں ہوں، آپ نے اس شخص سے فرمایا یہ کھجوریں لے لو اور کفارے میں صدقہ کر دو! اس شخص نے آپ کے سامنے یہ انکشاف کیا کہ مدینہ منورہ کے اندر ان سے زیادہ محتاج اور ضرورت مند کوئی گھرانہ، کنبہ نہیں ہے، آپ نے تبسم فرما کر اس شخص سے فرمایا کہ جاؤ اپنے بیوی بچوں کو ہی کھلاؤ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول و طریقہ تھا۔

حاجت مندوں کی ضروریات کی تکمیل:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو ایک مزاج دیا، ایک نظام دیا کہ معاشرے میں جو کوئی بھی ضرورت مند ہوتا اور اپنی ضرورت پوری نہیں کر پا رہا ہوتا تو اس کی ضرورت کہاں سے پوری ہوتی ہے؟ بیت المال سے پوری ہوتی تھی، اس سلسلے میں حدیث کی کتابوں میں ایک لطیف واقعہ آیا ہے کہ ایک شخص آیا اور عرض کیا کہ یارسول اللہ! میں مسافر ہوں اونٹ میرا مر گیا ہے، اب میرے پاس سواری نہیں ہے، مجھے ایک سواری دے دیں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اچھا ٹھیک ہے، میں تمہیں اونٹنی کا ایک بچہ دے دوں گا، سواری طلب کرنے والا شخص پریشان ہو گیا کہ اونٹنی کے بچے پر میں سواری کروں گا یا اس کو سواری دوں گا، مجھے تو سواری چاہئے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اونٹنی کا بچہ دوں گا، میں اسے سنبھالوں گا یا وہ مجھے سنبھالے گا، یہ کیا قصہ ہوگا! پھر اس نے کہا: یا رسول اللہ! مجھے سواری چاہئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ کہا تو ہے کہ اونٹنی کا بچہ

مجلس شیخوپورہ کی سٹی باڈی کا انتخاب

شیخوپورہ..... ۱۷رمئی ۲۰۱۳ء بروز جمعہ بعد نماز مغرب مولانا ریاض احمد مبلغ ختم نبوت ضلع شیخوپورہ، ناظم ضلع شیخوپورہ مولانا الیاس، امیر ضلع شیخوپورہ مولانا قاری رمضان کی زیر قیادت سٹی باڈی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت شیخوپورہ کا قیام ہوا۔ یہ اجلاس جامعہ فریدیہ میں انعقاد پذیر ہوا، جس میں مندرجہ ذیل حضرات کو منتخب کیا گیا: مولانا قاری میاں اشرف مہتمم جامعہ فریدیہ امیر منتخب ہوئے۔ نائب امیر مولانا قاری عبدالقدیر، جنرل سیکریٹری محمد اجمل، ناظم مالیات سیّد راشد حسین اور معاون ناظم مالیات محمد امجد، ناظم نشر واشاعت چوہدری شفقت علی اور ناظم تبلیغ قاری محمد علی شامل ہیں۔ اجلاس میں شہر کے علماء اور معززین نے بھرپور شرکت کی۔

رجانہ میں جماعتی عہدیداران کا انتخاب

ٹوبہ ٹیک سنگھ..... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت رجانہ جماعت کی تشکیل مولانا عبدالحکیم نعمانی نے ۹رجون ۲۰۱۳ء کو جامعہ امداد العلوم رجانہ میں دی۔ اجلاس میں تلاوت کلام پاک حافظ محمد کاشف نے کی مولانا عمر محبوب کی صدارت میں رجانہ باڈی طے پائی، جس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مقامی امیر: مولانا عبدالرحمن، نائب امیر: مولانا ساجد اقبال، ناظم: مولانا عمر محبوب، ناظم تبلیغ: قاری عبدالرزاق، ناظم نشر واشاعت، منصور الرحمن عالم اور خازن: قاری ناصر عمران کا انتخاب کیا گیا۔

دے دوں گا، آرام سے بیٹھو اور اطمینان رکھو، پھر تھوڑی دیر کے بعد اس کا اضطراب دور کرتے ہوئے اس سے فرمایا کہ اللہ کے بندے! دیکھو جو بھی اونٹ میں دوں گا وہ کسی اونٹنی کا بچہ ہی ہوگا۔

حضور اقدس ﷺ کی دل لگی کی باتیں:

ہمارے آج کے موضوع سے ہٹ کر اس حدیث سے ایک اور بات بھی ظاہر ہو رہی ہے وہ یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہلکی پھلکی دل لگی اور شغل مزاح فرمالیا کرتے تھے اور صحابہ کرامؓ بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چھوٹی موٹی دل لگی اور مزاح بھی کرلیا کرتے تھے، یہ دراصل محبت و عقیدت اور بے تکلف تعلق کا معاملہ ہوتا ہے۔ ایک واقعہ ہے کہ بوڑھی عورت آئی، عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے لئے دعا کریں کہ اللہ پاک مجھے جنت میں داخل کرے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی بوڑھی عورت جنت میں نہیں جائے گی، یہ سن کر وہ بڑھیا پریشان ہوگئی کہ میں تو آئی تھی دعا کرانے اور خبر کیا سنائی گئی! غمگین ہو کر نالہ و فریاد کرنے بیٹھ گئی، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے استفسار فرمایا کہ یہ کیا ماجرا ہے؟ یہ کیسی فریاد ہے؟ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ بڑھیا اس وجہ سے رو رہی ہے کہ بوڑھی عورتیں جنت میں داخل نہ ہوں گی، اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑھیا سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی بندی! جو بھی جنت میں جائے گا جوان ہو کر جائے گا۔

بیت المال ہمہ جہتی کفالت کا ذمہ دار:

تو میں زمانۂ نبوت کا یہ عمومی ماحول بتا رہا ہوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں جب بیت المال ابھی ایک باقاعدہ ادارہ نہیں بنایا تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مزاج یہ دیا کہ جسے کوئی چیز ضرورت ہو اور وہ خود اپنی ضرورت پوری نہ کرسکتا ہو تو وہ بیت المال سے رجوع کرے گا، پھر جو کوئی حاجت مند نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے رجوع کرتا آپ اس کی ضرورت و حاجت پوری فرماتے تھے، لوگ بیت المال سے کپڑے بھی لے جاتے تھے، خود کھانے اور کفارے میں دینے کے لئے کھجوریں بھی لے جاتے تھے، آپؐ سے لوگ کھجوروں کے درخت بھی لے جاتے، بیت المال سے لوگ اونٹ اور سواریاں بھی لیتے بلکہ یہاں تک کہ ایک موقع پر تو جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے لئے بیت المال سے بکریاں تقسیم فرمائیں۔ قربانی لوگوں نے کرنی ہے، بکریاں کون دے رہا ہے؟ بیت المال دے رہا ہے، حکم دیا جا رہا ہے کہ جاؤ قربانی کے لئے لوگوں میں بکریاں تقسیم کرو۔

(جاری ہے)

ابراہیم جی گروپ اب پیش کرتے ہیں

گھریلو اور تجارتی جنریٹرز (پیٹرول، ڈیزل، گیس) کی مرمت

Repairing & Maintenance of residential and commerical Standby Generators

1KVA سے 10KVA تک کے جنریٹرز کی فروخت اور بعد از فروخت سروس۔

گیس کٹ کی تنصیب

ماہانہ، سہ ماہی، ششماہی اور سالانہ بنیادوں پر جنریٹرز کی باقاعدگی سے دیکھ بھال۔

مساجد و مدارس کیلئے خصوصی رعایت

ابراہیم جی کی ٹیکنیکل ٹیم پوری طرح سے ماہرانہ اور پروفیشنل طرز پر آپ کو بہترین اور تسلی بخش خدمات فراہم کرے گی۔

پتہ: آفس نمبر 5، پلاٹ نمبر 12-C، نشاط کمرشل-7، فیز DHA-6، کراچی

کال کرنے کیلئے: 0345-8248572

غزوۂ بدر کے چند معجزات!

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ بدر کے لئے نکلنے کا ارادہ فرمایا تو حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک زرہ ہدیہ کی جو ''ذات الفضول'' کہلاتی تھی، یہ زرہ مدّت العمر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہی۔ یہی زرہ تھی جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے وصال سے کچھ عرصہ قبل ابوشحم یہودی کے پاس تیس صاع جو کے عوض رہن رکھی تھی، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے قرض ادا کرکے یہ زرہ واگزار کرائی۔

غزوۂ بدر کے لئے جاتے ہوئے دورانِ سفر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم الروحاء سے چلے اور الصفراء کے قریب پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ہوئی کہ مشرکین مکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے فیصلہ کن جنگ لڑنے کے لئے مکہ سے پوری تیاری کرکے نکل کھڑے ہیں۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین سے مشورہ لیا کہ کیا (ہاں بے سروسامانی) مشرکین کے مقابلے میں آنا مناسب ہوگا؟ اس پر حضرت مقداد بن اسود کندی رضی اللہ عنہ نے بہت عمدہ جواب دیا:

''یا رسول اللہ! اللہ کی قسم! ہم ایسے نہیں کہ ہم آپؐ سے وہ بات کہیں جو موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے ان سے کہی تھی کہ: ''آپ جائیں اور آپ کا رَبّ، تم دونوں جاکر لڑو، ہم تو یہیں بیٹھیں گے'' بلکہ ہم کہتے ہیں کہ: آپ چلیں اور آپ کا رَبّ، تم لڑو، ہم بھی آپ کے ساتھ ہوکر لڑیں گے، اور ہم آپ کے دائیں بائیں اور آگے پیچھے لڑیں گے۔''

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس جواب سے بہت خوش ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ انور چمک اُٹھا۔ اسی انداز کا جواب حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے بھی دیا۔ بعد ازاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار سے مشورہ لیا، حضرت سعد بن معاذ الاشہلی رضی اللہ عنہ نے انصار کی نمائندگی کرتے ہوئے عرض کیا:

''ہم آپ پر ایمان لائے ہیں، اور آپ کی (نبوت و رسالت کی) تصدیق کی ہے، اور اس اَمر کی شہادت دی ہے کہ آپ جو کچھ لے کر آئے ہیں وہ حق ہے، اور آپ سے سمع و طاعت بجالانے کا عہد کیا ہے، یا رسول اللہ! آپ کا جو اِرادہ ہو، کرگزریئے، ہم ہر حال میں آپ کا ساتھ دیں گے، اس ذات پاک کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ساتھ کھڑا کیا ہے، اگر آپ ہمیں لے کر اس سمندر میں کود جانے کا ارادہ فرمائیں تو ہم تأمل نہیں کریں گے، اور ہم میں سے ایک فرد بھی آپ سے پیچھے نہیں رہے گا، اور ہم جنگ کے آزمودہ کار اور مقابلے میں صبر و استقامت کا مظاہرہ کرنے کے خوگر ہیں، اور اللہ تعالیٰ آپ کو ہمارے ذریعے وہ منظر دِکھائے گا جس سے آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوجائیں گی، بس ہمیں اللہ کی برکت کے ساتھ لے چلئے۔''

حضرت سعدؓ کی تقریر جب یہاں تک پہنچی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بے حد مسرور ہوئے، اور غزوۂ بدر کے ارادے سے چل پڑے۔ بعض نے کہا ہے کہ حضرت مقداد رضی اللہ عنہ نے مندرجہ بالا تقریر اس وقت کی تھی جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ حدیبیہ کے لئے جارہے تھے، اور ان دونوں اقوال کو یوں جمع کیا گیا ہے کہ اسی مضمون کی تقریر دونوں موقعوں پر ہوئی ہوگی۔

غزوۂ بدر سے قبل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معجزہ ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمہ محترمہ حضرت عاتکہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہا نے غزوۂ بدر سے تین چار دن پہلے یہ خواب دیکھا کہ کفارِ مکہ ذلیل وخوار ہیں، ان کے گھر ویران ہیں، اور وہ میدانِ جنگ میں مقتول پڑے ہیں۔ چنانچہ اس کی تعبیر تین چار دن بعد اللہ تعالیٰ نے جنگِ بدر میں ظاہر فرمادی، اس خواب کی تفصیل حافظ ابن کثیرؒ کی ''البدایہ والنہایہ'' میں مذکور ہے، یہاں اختصار کی بنا پر ترک کردی گئی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا لشکر تین سو سے زائد تھا، اور لشکرِ کفار ایک ہزار جنگی سورماؤں پر مشتمل تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دُعا فرمائی:

''اَللّٰھُمَّ اَنْجِزْ لِیْ مَا وَعَدْتَنِیْ، اَللّٰھُمَّ اِنْ تُھْلِکْ ھٰذِہِ الْعِصَابَۃَ لَمْ تُعْبَدْ اَبَدًا۔''

ترجمہ:... ''اے اللہ! جس (فتح و نصرت) کا وعدہ آپ نے مجھ سے کر رکھا ہے، آج اسے پورا کردے، اے اللہ! اگر یہ مٹھی بھر جماعت ہلاک ہوگئی تو آج کے بعد کبھی تیری پرستش نہیں کی جائے گی۔''

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (ساری رات) اپنے رَبّ سے دُعا اور فریاد کرتے رہے، یہاں تک

کہ ردائے مبارک بار بار کندھوں سے گر گر جاتی تھی، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ! بس کیجئے، آپ نے اپنے رَبّ سے بہت عہد معاہدہ کرلیا، وہ آپ سے کیا ہوا وعدہ پورا کرکے رہیں گے۔'' اس پر اللہ ربّ العزت نے یہ آیت نازل فرمائی:

''سَیُھْزَمُ الْجَمْعُ وَیُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ.'' (القمر:۴۵)

ترجمہ:... ''عنقریب شکست کھائیں گے یہ لوگ اور پشت پھیر کر بھاگیں گے۔''

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہایت خوشی میں اس آیت کی تلاوت کرتے ہوئے (اپنے عریش) سے باہر تشریف لائے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معجزہ ہوا کہ غزوۂ بدر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کنکریوں کی ایک مٹھی اُٹھائی اور تین بار فرمایا: ''شَاھَتِ الْوُجُوْہُ'' (کفار کے چہرے بگڑ جائیں)، پھر اُسے کافروں کی طرف پھینکا، جس سے ان کے لشکر میں بھگدڑ مچ گئی، اور حق تعالیٰ کی جانب سے نصرت و فتح نازل ہوئی، اسی کے بارے میں حق تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''فَلَمْ تَقْتُلُوْھُمْ وَلٰکِنَّ اللهَ قَتَلَھُمْ وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللهَ رَمٰی.'' (الانفال:۱۷)

ترجمہ:... ''پس تم نے ان کو قتل نہیں کیا بلکہ (درحقیقت) اللہ نے ان کو قتل کیا، اور آپ نے (وہ مٹھی) نہیں پھینکی جبکہ آپ نے پھینکی، بلکہ دراصل وہ اللہ نے پھینکی۔''

غزوۂ بدر میں کفار کی مدد کے لئے سراقہ بن مالک مدلجی کی صورت میں ابلیس لعین، شیاطین کا لشکر انسانی شکل میں لے کر آیا اور ان سے کہا: ''آج تم پر کوئی غالب نہیں آسکتا اور میں تمہارا حمایتی ہوں'' مگر جب دونوں لشکروں کا آمنا سامنا ہوا اور دونوں فریق جنگ میں مصروف ہوئے اور اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت کے لئے فرشتوں کو بکثرت اُترتے دیکھا تو اپنے لشکر سمیت اُلٹے پاؤں بھاگا، اور جب ایک مشرک نے اس سے کہا: ''سراقہ! تُو تو کہتا تھا کہ میں تمہارا حمایتی ہوں، اب ہمیں چھوڑ کر بھاگ رہا ہے؟'' تو ابلیس نے کہا: ''میں وہ چیز دیکھ رہا ہوں جو تم نہیں دیکھ رہے، یعنی فرشتوں کو آسمان سے اُترتے دیکھ رہا ہوں اور میں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرتا ہوں، واقعی اللہ تعالیٰ سزا دینے والا ہے۔''

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت کے لئے آسمان سے فرشتے نازل ہوئے، چنانچہ پہلے ایک ہزار فرشتے نازل ہوئے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''اَنِّیْ مُمِدُّکُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِکَةِ مُرْدِفِیْنَ.'' (الانفال:۹)

ترجمہ:... ''میں تمہاری مدد کروں گا ایک ہزار فرشتوں سے جو پرا باندھ کر آئیں گے۔''

بعد ازاں دو ہزار اور آئے، پس کل تعداد تین ہزار ہوگئی، چنانچہ ارشادِ خداوندی ہے: ''تمہاری مدد کرے گا تین ہزار فرشتوں سے جو آسمان سے نازل کئے جائیں گے۔'' اس کے بعد دو ہزار اور آئے، اب ان کی تعداد پانچ ہزار ہوگئی، چنانچہ ارشاد ہے: ''تمہاری مدد کرے گا پانچ ہزار فرشتوں سے جن پر خاص نشان ہوں گے۔''

غزوۂ بدر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معجزہ ہوا کہ حضرت عکاشہ بن محصن اسدی کی تلوار ٹوٹ گئی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کی شاخ مرحمت فرمائی اور فرمایا: ''اس سے لڑو!'' جب حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک سے اس کو لیا تو ان کے ہاتھ میں آتے ہی تلوار بن گئی، اور غزوۂ بدر کے ختم ہونے تک اس تلوار سے خوب لڑائی کی، اس کے بعد دیگر غزوات میں وہ اسی تلوار کے ساتھ قتال و جہاد کرتے تھے اور یہ تلوار ان کے انتقال تک ان کے پاس رہی۔

غزوۂ بدر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معجزہ ہوا کہ حضرت سلمہ بن حریس رضی اللہ عنہ اسی دن اسلام لائے اور وہ غیر مسلح تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ''ابن طاب'' نامی کھجور کی ایک شاخ دے کر فرمایا: ''اس کے ساتھ لڑو!'' یہ ان کے ہاتھ میں آتے ہی بہترین تلوار بن گئی اور یہ ان کے شہید ہونے تک ان کے پاس رہی، ۱۴ھ میں ''جسر ابی عبید'' کے معرکے میں شہید ہوئے۔

غزوۂ بدر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ

غزوۂ بدر سے دو تین دن پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین کی قتل گاہوں کی نشاندہی فرمائی، ایک ایک جگہ کی طرف اشارہ کرکے فرماتے کہ یہاں فلاں کافر قتل ہوگا اور یہاں فلاں۔ چنانچہ جس جس جگہ ہاتھ رکھ کر اشارہ فرمایا تھا، کفار ٹھیک اسی اسی جگہ مقتول پڑے تھے، ان میں سے ایک کافر بھی اِدھر اُدھر نہیں تھا، اور یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عظیم الشان معجزہ تھا

معجزہ ہوا کہ حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کی آنکھ اس دن زخمی ہوگئی تھی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر دستِ مبارک پھیرا، جس سے وہ اسی وقت ٹھیک ہوگئی۔ بعض نے کہا ہے کہ یہ جنگِ اُحد کا واقعہ ہے۔

غزوۂ بدر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معجزہ ہوا کہ جنگِ بدر میں معاذ بن عفراء یا مُعوّذ بن عفراء (مؤخر الذکر زیادہ راجح ہے) کا ہاتھ کٹ گیا تھا، وہ کٹا ہوا ہاتھ اُٹھا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لعابِ دہن لگا کر ہاتھ کو اس کی جگہ چپکا دیا، چنانچہ وہ پہلے کی طرح ٹھیک ہوگیا۔

غزوۂ بدر میں مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی تو ٹھیک اسی وقت یہ خبر آئی کہ رُومی، اہلِ فارس پر غالب آگئے ہیں، اس سے مسلمانوں کو فرحت پر فرحت ہوئی، ایک غزوۂ بدر میں فتح یابی کی مسرّت، اور دُوسرے رُومیوں کے اہلِ فارس پر غالب آنے کی مسرّت۔ حق تعالیٰ نے مسلمانوں سے اس کا وعدہ پہلے ہی کر رکھا تھا، چنانچہ ارشاد تھا:

"الٓمّٓ. غُلِبَتِ الرُّوْمُ فِيْ أَدْنَى الْأَرْضِ وَهُمْ مِّنْم بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ فِيْ بِضْعِ سِنِيْنَ." (الروم:۱-۴)

ترجمہ:... الٓمّٓ، اہلِ رُوم ایک قریب کے موقع میں مغلوب ہوگئے اور وہ اپنے مغلوب ہونے کے بعد عنقریب تین سال سے لے کر نو سال تک کے اندر اندر غالب آجائیں گے۔" (بیان القرآن)

غزوۂ بدر کے ایام میں ابوجندل بن سہیل بن عمرو کے بھائی عبداللہ بن سہیل بن عمرو القرشی العامری، مشرکین کی صف سے نکل کر مسلمانوں کی صف میں آملے اور مسلمان ہوگئے، یہ غزوۂ بدر اور بعد کے تمام غزوات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ رہے۔

غزوۂ بدر میں حضرت یزید بن اخنس سلمی، ان کے صاحب زادے معن بن یزید اور ان کے والد اخنس بن حباب بن حبیب رضی اللہ عنہم تینوں شریک ہوئے، ان کے علاوہ صحابہؓ میں کوئی ایسا شخص معلوم نہیں جس کی تین پیڑھیاں جنگِ بدر میں شریک ہوئی ہوں۔

غزوۂ بدر سے دو تین دن پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین کی قتل گاہوں کی نشاندہی فرمائی، ایک ایک جگہ کی طرف اشارہ کرکے فرماتے کہ یہاں فلاں کافر قتل ہوگا اور یہاں فلاں۔ چنانچہ جس جس جگہ ہاتھ رکھ کر اشارہ فرمایا تھا، کفار ٹھیک اسی اسی جگہ مقتول پڑے تھے، ان میں سے ایک کافر بھی اِدھر اُدھر نہیں تھا، اور یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عظیم الشان معجزہ تھا۔

غزوۂ بدر میں اس اُمت کا فرعون ابوجہل بن ہشام... خذلہ اللہ... قتل ہوا، جسے معاذ و مُعوّذ پسرانِ عفراء نے معاذ بن عمرو بن جموح کی شرکت سے قتل کیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "دیکھ کر آؤ کہ ابوجہل کا کیا بنا؟" حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اس کی تلاش میں نکلے تو دیکھا کہ ابھی اس میں کچھ رمق باقی ہے، اس کے سینے پر چڑھ گئے اور تلوار سے اس کا سر کاٹ لائے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ڈال دیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس پر حق تعالیٰ کی حمد بجا لائے اور سجدۂ شکر ادا فرمایا۔

غزوۂ بدر میں مشرکین کے ستر برآوردہ افراد کام آئے، مثلاً: اُمیہ بن خلف، عتبہ بن ربیعہ، شیبہ، ولید بن عتبہ، طعیمہ بن عدی، یہ مطعم بن عدی کا بھائی تھا، زمعہ بن اسود، اس کے دو بھائی حارث اور عقیل پسرانِ اسود، ابوالبختری، نبیہ اور منبہ پسرانِ حجاج، اسود بن عبدالاسود مخزومی، یہ جنگِ بدر میں سب سے پہلا مشرک تھا جو قتل ہوا، وغیرہم۔

غزوۂ بدر میں یہ معجزہ ہوا کہ حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ کی آنکھ میں تیر لگا، جس سے آنکھ ضائع ہوگئی اور رُخسار پر بہنے لگی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لعابِ دہن لگایا، وہ ایسی ٹھیک ہوئی کہ دونوں آنکھوں کے درمیان یہ امتیاز نہیں ہوسکتا تھا کہ کون سی زخمی ہوئی تھی۔

غزوۂ بدر میں حضرت رفاعہ بن مالک رضی اللہ عنہ کی آنکھ میں تیر لگا، جس سے آنکھ پھوٹ گئی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لعاب لگایا اور دُعا فرمائی، وہ بالکل تندرست ہوگئی اور تکلیف کا کوئی نام و نشان نہ رہا۔

غزوۂ بدر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معجزہ ہوا کہ جب حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کو جنگِ بدر میں قید کیا گیا (یہ اس وقت کفار قریش کی صف میں تھے) اور قیدیوں سے فدیہ لینے کا فیصلہ ہوا تو حضرت عباسؓ نے عذر کیا کہ ان کے پاس (فدیہ ادا کرنے کے لئے) مال نہیں ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اس سونے سے فدیہ ادا کردو جو تم نے جنگِ بدر کے لئے آنے سے قبل اپنی بیوی کے سامنے اپنے گھر میں دفن کیا تھا، اور اسے وصیت کی تھی کہ اگر مجھے اس سفر میں کچھ ہوجائے تو یہ مال میرے تین بیٹوں: فضل، عبداللہ اور قُثم کا ہے۔" یہ سن کر حضرت عباسؓ نے عرض کیا: آپ نے صحیح فرمایا، مجھے یقین ہوگیا ہے کہ آپ واقعی اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں، کیونکہ میرے اور میری بیوی اُمِ فضل کے علاوہ کسی کو اس قصے کی خبر نہیں تھی، (یقیناً آپ کی یہ اطلاع وحیِ الٰہی پر مبنی ہے) چنانچہ یہی واقعہ ان کے اسلام کا سبب ہوا۔

(ماخوذ از عہدِ نبوت کے ماہ و سال)

فضائل ومسائل اعتکاف

مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ

فضائل اعتکاف

اللہ تعالیٰ سبحانہ نے عبادت کے جتنے بھی طریقے مقرر فرمائے ہیں، ان میں بعض تو خاص عاشقانہ حیثیت رکھتے ہیں، ان میں اعتکاف کو خاص حیثیت حاصل ہے، اعتکاف میں انسان دنیا کے تمام کاموں کو چھوڑ کر مسجد میں ٹھہرتا ہے اور ہر چیز سے اپنے آپ کو منقطع کر کے اللہ تعالیٰ کی ذات عالی سے لولگاتا ہے، اس مدت میں کامل یکسوئی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے ساتھ جو خاص تعلق کی جو خاص کیفیت پیدا ہوتی ہے وہ تمام عبادتوں میں ایک خاص شان رکھتی ہے۔

حضرت عطاء خراسانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ معتکف کی مثال اس شخص کی سی ہے جو اللہ کے در پر آپڑا ہو اور یہ کہہ رہا ہو یا اللہ جب تک آپ میری مغفرت نہیں فرمائیں گے میں یہاں سے نہیں ٹلوں گا۔ (بدائع الصنائع: ج:۲،ص:۲۷۳، بحوالہ احکام اعتکاف،ص:۶)

اعتکاف کی فضیلت واہمیت کے لئے یہ بات ہی کیا کم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ اس کی پابندی فرمائی، اس کے علاوہ ایک حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی ہے:

”من اعتکف یوما ابتغاء وجہ اللہ عزوجل جعل اللہ بینہ وبین النار ثلاثۃ خنادق ابعد مما بین الخافقین۔“

جو شخص اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے ایک دن کا اعتکاف کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کے اور جہنم کے درمیان تین خندقوں کو آڑ بنادیں گے، جن کی مسافت آسمان و زمین کی درمیانی مسافت سے بھی زیادہ چوڑی ہوگی۔ (الترغیب،ج:۲،ص:۹۶)

حدیث: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”من اعتکاف عشر فی رمضان کان کحجتین و عمرتین۔“ (الترغیب،ج:۲، ص:۹۶)

حضرت علی بن حسینؓ اپنے والد ماجد حضرت حسینؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے رمضان المبارک میں آخری عشرہ کا اعتکاف کیا اس کو دو حج اور دو عمرے کرنے کے برابر ثواب ملتا ہے۔

حدیث: ”عن ابن عباس ان رسول اللہ قال فی المعتکف: ھو یعتکف الذنوب ویجری لہ من الحسنات کعامل الحسنات کلھا“

(رواہ سنن ابن ماجہ،ج:۱،ص:۵۶۷، مشکوٰۃ المصابیح)

ترجمہ: ”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اعتکاف کرنے والا گناہوں سے محفوظ ہوجاتا ہے اور اس کی تمام نیکیاں اسی طرح لکھی جاتی رہتی ہیں، جیسے وہ ان کو خود کرتا رہا ہو۔“

”ان للمسجد اوتاد الملائکۃ جلساوھم ان غابوا یفقدوھم وان مرضوا عادوھم وان کانو فی حاجۃ عالوا ھم۔“ (المدیث صحیح الاکم)

ترجمہ: ”کچھ لوگ مسجدوں کے لئے میخ بن جاتے ہیں (یعنی وہ ہر وقت مسجد میں بیٹھے رہتے ہیں) ایسے لوگوں کے ہم نشین فرشتے ہوتے ہیں، اگر یہ لوگ کبھی مسجد سے غائب ہوجائیں تو فرشتے انہیں تلاش کرتے ہیں اور اگر یہ بیمار ہوجائیں تو ان کی عیادت کرتے ہیں اور اگر ان کو کوئی ضرورت پیش آجائے تو یہ فرشتے ان کی مدد کرتے ہیں۔“

اعتکاف کرنے سے اس حدیث کی فضیلت بھی حاصل ہوتی ہے جو بہت بڑی فضیلت ہے۔

حدیث: ”عن عائشۃ ان النبی کان یعتکف العشر الاواخر من رمضان حتی توفاہ اللہ عزوجل ثم اعتکف ازواجہ بعد۔“ (مسند احمد،ج:۴۱،ص:۱۶۰، شعب الایمان للبیہقی،ج:۳،ص:۴۲۳)

ترجمہ: ”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرے کا اعتکاف فرمایا کرتے تھے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وفات دے دی پھر آپ کے بعد آپ کی ازواج مطہرات اعتکاف کرتی رہیں۔

اس حدیث سے اعتکاف کی اہمیت معلوم ہوئی کہ آپ نے ہمیشہ اعتکاف پر مداومت فرمائی ہے اور ازواج مطہرات کے اعتکاف کا بھی ذکر ہے۔

اعتکاف کی حقیقت

اعتکاف کی حقیقت یہ ہے کہ انسان کچھ وقت کے لئے اعتکاف کی نیت سے مسجد میں مقیم ہوجائے، اس کے لئے وقت کی کوئی مقدار مقرر نہیں ہے، جتنا وقت بھی مسجد میں اعتکاف کی نیت سے ٹھہر جائے نفلی اعتکاف ہوجائے گا، البتہ رمضان المبارک میں جو اعتکاف مسنون ہے، اس کے لئے دس روز کی مدت مقرر ہے، اس سے کم میں سنت ادا نہیں ہوگی، اسی طرح اعتکاف واجب یعنی جس کی نذر مانی ہو وہ ایک دن ایک رات سے کم نہیں ہوسکتا۔ (بدائع)

کون اعتکاف کرسکتا ہے؟

اعتکاف کے لئے ضروری ہے کہ انسان مسلمان ہو اور عاقل ہو، لہٰذا کافر اور مجنون کا اعتکاف درست نہیں، البتہ نابالغ بچہ جس طرح نماز روزہ کرسکتا ہے، اسی طرح اعتکاف بھی کرسکتا ہے۔ (بدائع، ج:۲، ص:۱۰۸)

عورت بھی اپنے گھر میں عبادت کی مخصوص جگہ مقرر کرکے وہاں اعتکاف کرسکتی ہے، البتہ اس کے لئے شوہر سے اجازت لینا ضروری ہے، نیز یہ بھی لازم ہے کہ وہ حیض ونفاس سے پاک ہو۔

اعتکاف واجب اور اعتکاف مسنون میں یہ بھی شرط ہے کہ انسان روزہ دار ہو، لہٰذا جس شخص کا روزہ نہ ہو وہ اعتکاف نہیں کرسکتا، البتہ نفلی اعتکاف کے لئے روزہ شرط نہیں۔

اعتکاف کی جگہ

مردوں کے لئے اعتکاف صرف مسجد ہی میں ہوسکتا ہے، افضل ترین اعتکاف مکہ مکرمہ کی مسجد حرام میں ہے، دوسرے نمبر پر مسجد نبوی میں، تیسرے نمبر پر مسجد اقصیٰ میں، چوتھے نمبر پر کسی بھی جامع مسجد میں اور جامع مسجد میں اعتکاف کے افضل ہونے کی وجہ یہ ہے کہ جمعہ کے لئے کہیں اور نہیں جانا پڑے، لیکن جامع مسجد میں اعتکاف کرنا ضروری نہیں ہے، بلکہ ہر اس مسجد میں اعتکاف ہوسکتا ہے، جہاں پانچوں وقت جماعت ہوتی ہو، البتہ اگر مسجد ایسی ہے جہاں پانچوں وقت نماز نہیں ہوتی تو اس میں علماء کا اختلاف ہے، تاہم محققین کے نزدیک ایسی مسجد میں بھی اعتکاف ہوسکتا ہے، اگرچہ افضل نہیں ہے۔

(شامی، ج:۲، ص:۱۲۹)

مسائل اعتکاف

اعتکاف کی تین قسمیں ہیں:

۱:...... اعتکاف مسنون: یہ وہ اعتکاف ہے، جو صرف رمضان المبارک کے آخری عشرے میں اکیسویں شب سے عید کا چاند دیکھنے تک کیا جاتا ہے، چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال ان دنوں میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے، اس لئے اس کو اعتکاف مسنون کہتے ہیں۔

۲:...... اعتکاف نفل: وہ اعتکاف ہے جو کسی بھی وقت کیا جاسکتا ہے۔

۳:...... اعتکاف واجب: وہ اعتکاف ہے جو نذر کرنے، یعنی منت ماننے سے واجب ہوگیا ہو، یا کسی مسنون اعتکاف کو فاسد کرنے سے اس کی قضا واجب ہوگئی ہو۔ چونکہ ان تینوں قسموں کے احکام علیحدہ ہیں، اس لئے ہر ایک کے مسائل ذیل میں جداگانہ تحریر کئے جاتے ہیں۔

اعتکاف مسنون

رمضان المبارک کے آخری عشرے میں جو اعتکاف کیا جاتا ہے، وہ اعتکاف مسنون ہے۔ اس اعتکاف کا وقت بیسواں روزہ پورا ہونے کے دن غروب آفتاب سے شروع ہوتا ہے اور عید کا چاند ہونے تک باقی رہتا ہے، چونکہ اس اعتکاف کا آغاز اکیسویں شب سے ہوتا ہے اور رات غروب آفتاب سے شروع ہوجاتی ہے، اس لئے اعتکاف کرنے والے کو چاہئے کہ بیسویں روزے کو مغرب سے اتنے پہلے مسجد کی حدود میں پہنچ جائے کہ غروب آفتاب مسجد میں ہو۔

رمضان المبارک کے عشرۂ اخیرہ کا یہ اعتکاف سنت مؤکدہ علی الکفایہ ہے، یعنی ایک بستی یا محلے میں کوئی ایک شخص بھی اعتکاف کرلے تو تمام اہل محلہ کی طرف سے سنت ادا ہوجائے گی لیکن اگر سارے محلے میں سے کسی ایک نے بھی اعتکاف نہ کیا تو سارے محلے والوں پر ترک سنت کا گناہ ہوگا۔ (شامی)

محلے والوں کی ذمہ داری

۱:...... اس سے واضح ہوگیا کہ یہ ہر محلے والوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ پہلے سے یہ تحقیق کریں کہ ہماری مسجد میں کوئی شخص اعتکاف میں بیٹھ رہا ہے یا نہیں؟ اگر کوئی آدمی نہ بیٹھ رہا ہو تو فکر کرکے کسی کو بٹھائیں۔

۲:...... لیکن کسی شخص کو اجرت دے کر اعتکاف میں بٹھانا جائز نہیں، کیونکہ عبادت کے لئے اجرت دینا اور لینا دونوں ناجائز ہیں۔ (شامی)

اگر محلے والوں میں سے کوئی شخص بھی کسی مجبوری کی وجہ سے اعتکاف کرنے کے لئے تیار نہ ہو تو کسی دوسرے محلے کے آدمی کو اپنی مسجد میں اعتکاف کرنے کے لئے تیار کرلیں، دوسرے محلے کے آدمی کے بیٹھنے سے بھی اس محلے والوں کی سنت ان شاء اللہ ادا ہوجائے گی۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند مکمل، ج:۶، ص:۵۱۲)

اعتکاف کا رکن اعظم یہ ہے کہ انسان اعتکاف کے دوران مسجد کی حدود میں رہے، اور حوائج ضروریہ کے سوا (جن کی تفصیل آگے آرہی ہے) ایک لمحے کے لئے بھی مسجد کی حدود سے باہر نہ نکلے، کیونکہ اگر معتکف ایک لمحے کے لئے بھی شرعی ضرورت کے بغیر حدود مسجد سے باہر چلا جائے تو اس سے اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے۔

حدود مسجد کا مطلب

بہت سے لوگ حدود مسجد کا مطلب نہیں سمجھتے اور اس بنا پر ان کا اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے، اس لئے خوب اچھی طرح سمجھ لیجئے کہ حدود مسجد کا کیا مطلب ہے؟

عام بول چال میں تو مسجد کے پورے احاطے کو مسجد ہی کہتے ہیں، لیکن شرعی اعتبار سے یہ پورا احاطہ مسجد ہونا ضروری نہیں، بلکہ شرعاً صرف وہ حصہ مسجد ہوتا ہے جسے بانی مسجد نے مسجد قرار دے کر وقف کیا ہو۔

اس کی تفصیل یہ ہے کہ زمین کے کسی حصے کا مسجد ہونا اور چیز ہے اور مسجد کی ضروریات کے لئے وقف ہونا اور چیز، شرعاً مسجد صرف اتنے حصے کو کہا جائے گا، جسے بنانے والے نے مسجد قرار دیا ہو، یعنی نماز پڑھنے کے سوا اس سے کچھ اور مقصود نہ ہو، لیکن تقریباً ہر مسجد میں کچھ حصہ ایسا ہوتا ہے جو شرعاً مسجد نہیں ہوتا، لیکن مسجد کی ضروریات کے لئے وقف ہوتا ہے، مثلاً وضو خانہ، غسل خانہ، استنجا خانہ، نماز جنازہ پڑھنے کی جگہ ''امام کا حجرہ'' گودام وغیرہ، اس حصے پر شرعاً مسجد کے احکام جاری نہیں ہوتے، چنانچہ ان حصوں میں جنابت کی حالت میں جانا بھی جائز ہے، جبکہ اصل مسجد میں جنبی کا داخل ہونا جائز نہیں، اس ضروریات مسجد والے حصے میں معتکف کا جانا بالکل جائز نہیں ہے، بلکہ اگر معتکف اس حصے میں شرعی عذر کے بغیر ایک لمحے کے لئے بھی چلا جائے تو اس سے اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے۔

پھر بعض مساجد میں تو ضروریات مسجد والا حصہ اصل مسجد سے بالکل الگ اور ممتاز ہوتا ہے جس کی پہچان مشکل نہیں ہوتی، لیکن بعض مساجد میں یہ حصہ اصل مسجد سے اس طرح متصل ہوتا ہے کہ ہر شخص اسے نہیں پہچان سکتا، اور جب تک بانی مسجد صراحتاً بتائے کہ یہ حصہ مسجد نہیں ہے، اس وقت تک اس کا پتا نہیں چلتا۔

لہٰذا جب کسی شخص کا کسی مسجد میں اعتکاف کرنے کا ارادہ ہو تو اسے سب سے پہلا کام یہ کرنا چاہئے کہ مسجد کے بانی یا اس کے متولی سے مسجد کی ٹھیک ٹھیک حدود معلوم کرے، مسجد والوں کو بھی چاہئے کہ وہ مسجد کی حدود کو حتی الامکان واضح اور ممتاز رکھیں اور بہتر یہ ہے کہ ہر مسجد میں ایک نقشہ مرتب کرکے لگا دیا جائے، جس میں مسجد کی حدود واضح کردی گئی ہوں، ورنہ کم از کم بیسویں روزے کو جب معتکفین مسجد میں جمع ہو جائیں تو انہیں زبانی طور پر سمجھا دیا جائے کہ مسجد کی حدود کہاں سے کہاں تک ہیں؟

جن مساجد میں وضو خانے اصل مسجد سے بالکل متصل ہوتے ہیں، وہاں عام طور سے لوگ وضو خانوں کو بھی مسجد کا حصہ سمجھتے ہیں، اور اعتکاف کی حالت میں بے کھٹکے وہاں آتے جاتے رہتے ہیں، خوب سمجھ لینا چاہئے کہ اس طرح اعتکاف فاسد ہو جاتا ہے، وضو خانے مسجد کا حصہ نہیں ہوتے، اور معتکف کے لئے وہاں شرعی ضرورت کے بغیر جانا جائز نہیں ہے، لہٰذا اعتکاف میں بیٹھنے سے پہلے منتظمین مسجد کی مدد سے واضح طور پر یہ معلوم کرلینا ضروری ہے کہ مسجد کی حدود کہاں ختم ہوگئی ہیں اور وضو خانے کی حدود کہاں سے شروع ہوئی ہیں۔

اسی طرح مسجد کی سیڑھیاں جن پر چڑھ کر لوگ مسجد میں داخل ہوتے ہیں، وہ بھی عموماً مسجد سے خارج ہوتی ہیں، اس لئے معتکف کو شرعی ضرورت کے بغیر وہاں جانا بھی جائز نہیں ہے۔

بعض مسجدوں کے صحن میں جو حوض بنا ہوتا ہے، وہ بھی مسجد سے خارج ہوتا ہے، لہٰذا اس کے بارے میں بھی یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ حوض کے قریب مسجد کی حدود کہاں تک ہیں؟ اور حوض کی حدود کہاں سے شروع ہوئی ہیں؟

جن مساجد میں نماز جنازہ پڑھنے کی جگہ الگ بنی ہوتی ہے وہ بھی مسجد سے خارج ہوتی ہے، معتکف کو وہاں جانا بھی جائز نہیں ہے۔

بعض مساجد میں امام کی رہائش کے لئے مسجد کے ساتھ ہی کمرہ بنا ہوتا ہے، یہ کمرہ بھی مسجد سے خارج ہوتا ہے اور اس میں معتکف کا جانا جائز نہیں۔

بعض مسجدوں میں ایسا کمرہ امام کی رہائش کے لئے تو نہیں ہوتا، لیکن امام کی تنہائی کی ضروریات کے لئے بنایا جاتا ہے، اس کمرے کو بھی جب تک بانی مسجد نے مسجد قرار نہ دیا ہو، اس وقت تک اسے مسجد نہیں سمجھا جائے گا اور معتکف کو اس میں بھی جانا جائز نہیں، ہاں اگر بانی مسجد نے اس کے مسجد ہونے کی نیت کرلی ہو تو پھر معتکف اس میں جاسکتا ہے۔

بعض مساجد میں اصل مسجد کے بالکل ساتھ بچوں کو پڑھانے کے لئے جگہ بنائی جاتی ہے، اس جگہ کو بھی جب تک بانی مسجد نے مسجد قرار نہ دیا ہو، اس وقت تک معتکف کے لئے اس میں جانا جائز نہیں۔

بعض مساجد میں مسجد کی دریاں، صفیں، چٹائیاں اور دیگر سامان رکھنے کے لئے الگ کمرہ یا کوئی جگہ بنائی جاتی ہے، اس جگہ کا حکم بھی یہی ہے کہ جب تک بنانے والے نے اسے مسجد قرار نہ دیا ہو، یہ جگہ مسجد نہیں ہے، اور معتکف اس میں نہیں جاسکتا۔

اس تفصیل سے واضح ہوا ہوگا کہ اعتکاف کے لئے مسجد کی حدود کو متعین کرنا کس قدر ضروری ہے، لہٰذا معتکف کو اعتکاف شروع کرنے سے پہلے منتظمین مسجد سے حدود مسجد کو اچھی طرح معین کرلینا چاہئے۔

پھر جس مسجد کی حدود معلوم ہو جائیں تو اس کے بعد اعتکاف کے دوران شرعی ضرورت کے بغیر ان حدود سے ایک لمحے کے لئے بھی باہر نہ نکلیں، ورنہ اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔

(جاری ہے)

سالانہ ختم نبوت کورس چناب نگر!

حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ

☆......سالانہ ختم نبوت کورس چناب نگر کا آغاز ۵رشعبان المعظم ۱۴۳۴ھ مطابق ۱۵رجون ۲۰۱۳ء بروز ہفتہ صبح آٹھ بجے مدرسہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر میں ہوا۔

☆......مولانا عزیز الرحمن ثانی پورے نظم کے نگران اعلیٰ تھے۔ داخلہ اور طلباء کو رہائشیں الاٹ کرنے میں مولانا محمد اقبال مبلغ ڈیرہ غازیخان نے آپ کی معاونت کی۔

☆......ناشتہ، صبح وشام کا کھانا تیار کرنے کا نظم مولانا محمد اسحاق ساقی مبلغ بہاولپور اور مولانا محمد صغیر مدرس مدرسہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر نے سرانجام دیا۔ مولانا ساقی کے چلے جانے کے بعد آخری ہفتہ مولانا محمد اصغر کی معاونت مولانا محمد خبیب مبلغ ٹوبہ نے کی۔

☆......حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری، حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی سرگودھا، حضرت مولانا سید فاروق احمد شاہ فیصل آباد، حضرت مولانا مفتی خالد محمود کراچی، حضرت مولانا محمد انور اوکاڑوی، حضرت مولانا زاہد الراشدی، حضرت مولانا غلام رسول دین پوری، حضرت مولانا محمد الیاس گھمن، حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، حضرت مولانا عزیز الرحمن ثانی، حضرت مولانا محمد انیس مظاہری لاہور، حضرت مولانا محمد سیف اللہ خالد چنیوٹ، حضرت مولانا غلام مرتضیٰ ڈسکہ، حضرت مولانا قاری محمد ادریس ہوشیار پوری، جناب محمد متین خالد لاہور، حضرت مولانا سید خبیب احمد شاہ فیصل آباد، حضرت مولانا عزیز الرحمن رحیمی، حضرت مولانا محمد راشد مدنی رحیم یار خان، حضرت مولانا محمد قاسم رحمانی، مولانا محمد احمد مدرس مدرسہ چناب نگر، مولانا محمد شاہد مدرس مدرسہ چناب نگر، حضرت حاجی اشتیاق احمد جھنگ، حضرت مولانا نور محمد ہزاروی اور دیگر حضرات کے لیکچرز ہوئے۔ سب سے پہلا سبق مدرسہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر کے مدرس مولانا محمد شاہد صاحب اور سب سے آخری سبق حضرت الامیر شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی دامت برکاتہم کا ہوا۔

☆......سب سے زیادہ اسباق حضرت مولانا غلام رسول دین پوری (صدر مدرس مدرسہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر) نے پڑھائے اور ان کے بعد زیادہ اسباق حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے ہوئے۔ حضرت مولانا زاہد الراشدی صاحب نے ایک دن میں تقریباً دو دو گھنٹے کے دو اسباق پڑھائے۔

☆......کورس کے دوران حضرت مولانا صاحبزادہ خلیل احمد (سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ)، محترم جناب محمد رضوان نفیس (خلیفہ مجاز حضرت سیّد نفیس الحسینی لاہور)، قاری عبدالرحمن ضیاء سرگودھا، حضرت قاری عبدالحمید حامد، حضرت مولانا سیف اللہ خالد (ناظم جامعہ اسلامیہ چنیوٹ)، حضرت مولانا مفتی محمد بن مفتی محمد جمیل خانؒ صاحب (ناظم اقرأ روضۃ الاطفال پاکستان)، مولانا قاری فیض اللہ چترالی، جناب اعجاز صاحب کراچی، حضرت مولانا حبیب اللہ صاحب، شیخ الحدیث معہد الفقیر جھنگ، مولانا غلام محمد فیصل آباد، وفد علماء سرگودھا، چیچہ وطنی سے قاری محمد زاہد اقبال اور مفتی محمد ظفر اقبال اور دیگر بہت سارے مہمان گرامی نے تشریف آوری سے سرفراز فرمایا۔ حضرت مولانا غلام مصطفی، قاری عبیدالرحمن صاحب نے مہمانان گرامی کی خدمت کی سعادت حاصل فرمائی۔

☆......حضرت مولانا عبدالرشید صاحب مبلغ فیصل آباد، جناب محمد حارث فیصل آباد نے آخری دو دن مکتبہ پر بھرپور ڈیوٹی سرانجام دی۔

☆......کورس میں ملک بھر سے دوصد انسٹھ حضرات نے داخلہ لیا۔ ان میں دو حضرات معذور بھی تھے جو چلنے کے لئے وہیل چیئر استعمال کرتے تھے اور کورس میں دو نابینا حضرات نے بھی شرکت فرمائی جن کا تقریری امتحان ہوا۔

☆......اس سال کورس میں فارغ التحصیل علماء، دینی مدارس کے اساتذہ، اسکولز، کالجز اور یونیورسٹیز کے اسٹوڈنٹس اور ڈپلومہ ہولڈرز حضرات نے کثرت سے شرکت فرمائی۔ باقی درجہ رابعہ سے اوپر کے حضرات تھے۔ اس سال بہت سارے علماء کرام کے صاحبزادوں نے شرکت فرمائی اور ان علماء گھرانوں سے تعلق رکھنے والے شہزادوں کی خدمت کی توفیق سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں سرفراز فرمایا۔

☆......کراچی سے چالیس حضرات پر مشتمل وفد نے شرکت فرمائی۔ یہ سب ایک ساتھ تشریف لائے اور ایک ساتھ واپس ہوئے۔

☆......قادیانی شبہات جلد اول جو ختم نبوت کے مباحث پر مشتمل ہے۔ قادیانی شبہات جلد دوم جو حیات مسیح علیہ السلام کے مباحث پر مشتمل ہے۔ قادیانی شبہات جلد سوم جو مرزا قادیانی کے کذب کو سمیٹے ہوئے ہے۔ یہ تینوں کتابیں نصاب میں شامل تھیں، جو پڑھائی گئیں۔ بالترتیب پہلے، دوسرے، تیسرے ہفتہ کے اختتام پر ان تینوں کتابوں کے تحریری امتحانات ہوئے۔

☆......۲۵۹ حضرات میں سے ۱۲ حضرات جن کے رول نمبر یہ ہیں: ۴، ۶، ۷، ۳۴، ۸۴، ۱۲۱، ۱۳۷، ۱۴۳، ۱۶۵، ۱۹۰، ۱۹۷، ۲۲۵ کثرت غیر حاضری کے باعث یا رخصت لے کر چلے گئے یا امتحان میں انہیں شرکت کا مستحق نہ سمجھا گیا۔ بہرحال یہ حضرات امتحان میں شریک نہ ہو سکے۔

☆......کورس میں ہمیشہ سے یہ نظم قائم ہے کہ دن بھر آٹھ گھنٹہ تعلیم ہوتی ہے، عشاء کے بعد ایک گھنٹہ تعلیم اور پھر ان تمام شرکاء حضرات کے دس، دس افراد پر مشتمل گروپ بنائے جاتے ہیں۔ اس سے بیان اور تقریر میں ان کی صلاحیتوں کو اجاگر کرنا مقصود ہوتا ہے۔ اس سال ۲۶ گروپ بنائے گئے، آخری سے پہلے روز ان کے مقابلہ ہوئے، چھبیس گروپوں سے جو اپنے اپنے گروپ میں اول آئے، ان ۲۶ حضرات کا پھر تقریری مقابلہ ہوا، ان میں سے جو اول، دوم، سوم آئے ان پوزیشن ہولڈرز حضرات کو خصوصی انعامات دیئے گئے۔

☆......تقریری مقابلہ کے تمام تر نظم کی ذمہ داری اول سے آخر تک مولانا عزیز الرحمن ثانی نے اپنے ذمہ لئے رکھی۔ آخری ہفتہ مولانا محمد قاسم رحمانی مبلغ بہاولنگر نے مولانا کی معاونت کی۔ تقریری مقابلہ میں فیصلہ کرنے والے مولانا غلام مصطفیٰ، مولانا محمد قاسم رحمانی، مولانا محمد خبیب تھے۔

☆......کورس کے شرکاء کی ہر روز دو دفعہ حاضری لی جاتی ہے۔ مولانا عزیز الرحمن ثانی حاضری لیتے رہے یا یہ کہ جسے آپ مقرر کر دیتے تھے۔

☆......کورس کے دوران میں جو جمعۃ المبارک آئے وہ مولانا محمد اسحاق ساقی، مولانا محمد راشد مدنی نے پڑھائے۔

حضرت امیر مرکزیہ دامت برکاتہم کی تشریف آوری:

شیخ الحدیث، استاذ العلماء حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی دامت برکاتہم نے وعدہ فرمایا تھا کہ ۶ر جولائی کی شام سرگودھا سے تشریف لائیں گے اور ۷ر جولائی کی اختتامی تقریب میں شرکت سے ممنون احسان فرمائیں گے، لیکن آپ نے ۵، ۶، ۷ر جولائی تینوں دن کورس میں تشریف آوری سے سرفراز فرمایا۔ ۵ر جولائی بعد از عصر سے قبل از عشاء تک قیام رہا۔ ۶ر جولائی کو صبح ۸ بجے سے نو بجے تشریف فرما رہے اور آخری امتحان میں شریک رفقاء کا معائنہ بھی فرمایا، اسی روز عصر کے بعد سے قبل از عشاء تک مدرسہ ختم نبوت چناب نگر میں تشریف فرما رہے اور ۷ر جولائی کو آخری خطاب بھی فرمایا۔ پوری تقریب میں مسلسل تین گھنٹہ تشریف فرما بھی رہے۔ تحریری امتحان میں اول آنے والے خوش نصیب کو اپنے ہاتھوں سے انعام سے بھی سرفراز فرمایا۔

حضرت ناظم اعلیٰ دامت برکاتہم کی تشریف آوری:

۳ر جولائی سے ۷ر جولائی تک آپ نے کورس کے شرکاء حضرات کی سرپرستی فرمائی۔ آخری روز سات بجے سے ساڑھے آٹھ بجے تک خطاب بھی فرمایا۔ اختتامی تقریب میں شرکت بھی فرمائی اور کورس کے شرکاء کو اسناد وانعامات سے سرفراز فرمایا۔

کورس کے امتیازی وصف:

اس سال کورس کے حضرات کو ختم نبوت، حیات و نزول عیسیٰ علیہ السلام، ظہور مہدی علیہ الرضوان، قیامت، فتن اور خروج دجال پر مشتمل اربعین رسالہ میں شامل چالیس احادیث یاد کرائی گئیں اور خطبہ جمعہ بھی یاد کرایا گیا۔ پورے کورس کے دوران بحمدہ تعالیٰ عمدہ نظم ونسق قائم رہا۔ فللّٰہ الحمد!

اختتامی تقریب:

☆......۷ر جولائی مطابق ۲۷ر شعبان المعظم کو صبح ساڑھے آٹھ بجے اسناد و انعامات کی تقریب منعقد ہوئی۔

☆......اختتامی تقریب کی صدارت حضرت امیر مرکزیہ دامت برکاتہم نے فرمائی۔ حضرت امیر مرکزیہ دامت برکاتہم کے اختتامی بیان کے بعد تقسیم اسناد و تقسیم انعامات کا سلسلہ شروع ہوا۔

☆......سب سے پہلا انعام سید فاروق احمد شاہ خلیفہ مجاز حضرت حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ نے اور سب سے آخری انعام حضرت امیر مرکزیہ دامت برکاتہم نے اپنے دست شفقت سے عنایت فرمایا۔

حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری مدظلہ (ناظم اعلیٰ)، حضرت مولانا صاحبزادہ خلیل احمد (سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کندیاں)،

حضرت سید صفدر شاہ صاحب (سمو آنہ)،

پیر طریقت مولانا سیف اللہ خالد صاحب (چنیوٹ)،

قاری عبدالرحمن ضیاء (سرگودھا)،

پیر طریقت رضوان نفیس صاحب (لاہور)،

حاجی محمد علی صاحب (چنیوٹ)،

مفتی حفظ الرحمن صاحب بنوری (فیصل آباد)،

قاری ظہور احمد صاحب (لاہور)، قاری یونس صاحب (فیصل آباد)، مولانا غلام محمد صاحب (فیصل آباد)، حافظ عبدالمنان صاحب (فیصل آباد)، مولانا محمد وسیم صاحب (سرگودھا)، جناب ممتاز صاحب (سرگودھا)، حافظ خالد صاحب (فیصل آباد)، قاری عبدالکریم صاحب (چنیوٹ)، مولانا قاری محمد ابوبکر صاحب (شیخوپورہ)، قاری اکبر ضیاء صاحب (فیصل آباد)، مولانا غلام مصطفیٰ صاحب (چناب نگر)، مولانا مفتی محمد راشد مدنی (رحیم یار خان)، حاجی بشیر احمد شاہ صاحب (ہمبوآنہ)، قاری عبدالحمید حامد صاحب (چنیوٹ)، مولانا عبیداللہ صاحب (لاہور)، ملک خلیل احمد صاحب (چنیوٹ)، مولانا شفیق احمد سلیم (سرگودھا)، مولانا خالد صاحب (لاہور)، قاری منیر احمد صاحب (گوجرانوالہ)، مفتی فضل الرحمن صاحب (فیصل آباد)، حافظ ناصر گجر (فیصل آباد)، قاری ابوبکر صاحب (فیصل آباد)، مولانا ظریف اللہ شاہ صاحب (سرگودھا)، حضرت صاحبزادہ عبدالقادر رائے پوری (سرگودھا)، مولانا محمد ہارون صاحب (چنیوٹ)، جناب محمد عابد صاحب (چنیوٹ)، سید مظفر حسین گیلانی صاحب (فیصل آباد)، قاری عبدالرحیم بلوچ صاحب (فیصل آباد)، مولانا محمد قاسم رحمانی صاحب (بہاولنگر)، مولانا حافظ محمد ثاقب صاحب (گوجرانوالہ)۔

مولانا غلام رسول دین پوری اور دیگر مہمانوں نے تمام شرکاء کو اسناد اور انعامی کتب عنایت فرمائیں۔

پوزیشن لینے والے حضرات:

تحریری امتحان میں سب سے پہلی پوزیشن: رول نمبر ۱۴۶، جناب محمد عبدالمنان بن محمد عارف (فیصل آباد)

دوسری پوزیشن: رول نمبر ۲۳۱، محمد بلال معاویہ بن قاری عزیز الرحمن (بھکر)،

تیسری پوزیشن: رول نمبر ۱۸۵، سمیع اللہ ربانی بن مولانا عبدالمجید فاروقی (کوئٹہ)۔

تقریری مقابلہ میں سب سے پہلی پوزیشن: رول نمبر ۲۵۸، عبیداللہ انیس بن حافظ عزیز الرحمن (گوجرانوالہ)،

دوسری پوزیشن: رول نمبر ۲۲۲، محبوب احمد بن مولوی الٰہی بخش (مظفر گڑھ)،

تیسری پوزیشن: رول نمبر ۲۵۹ محمد اعجاز بن عبدالرحمن (بہاولپور) نے حاصل کیں، جنہیں کتب کے بنڈل انعامات میں دیئے گئے۔

مسلم کالونی چناب نگر کے جناب محمد ظفر صاحب نے تحریری و تقریری مقابلہ میں اول پوزیشن حاصل کرنے والوں کو ایک ایک ہزار روپے نقد بھی دیا۔

حضرت امیر مرکزیہ دامت برکاتہم کے حکم پر ہمارے مخدوم حضرت مولانا صاحبزادہ خلیل احمد دامت برکاتہم نے اختتامی دعا فرمائی۔ یوں ساڑھے آٹھ بجے اختتامی تقریب شروع ہوکر ساڑھے گیارہ بجے اپنے اختتام کو پہنچی۔ ☆☆

اظہار تعزیت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سرگرم کارکن رفاہ عام سوسائٹی ملیر کراچی کے رہائشی جمال احمد چٹھہ کی اہلیہ کی چھوٹی بہن کیم جولائی ۲۰۱۳ء کو قضائے الٰہی سے انتقال کرگئیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ کچھ عرصہ سے بیمار تھیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی کامل مغفرت فرمائے اور ان کے عزیز واقارب کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے راہنماؤں مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ، مولانا قاضی احسان احمد، حاجی محمد انور رانا، سید انوار الحسن، ملک ریاض الحق، سید حسین شاہ اور دیگر کارکنان ختم نبوت نے جناب چٹھہ صاحب سے اظہار تعزیت کیا اور مرحومہ کی مغفرت کے لئے دعا کی۔

گوجرہ: توہین رسالت کے مجرم

سجاد مسیح کو ۲۵ سال قید اور دو لاکھ جرمانے کی سزا

ٹوبہ ٹیک سنگھ (آئی این پی) ایڈیشنل سیشن جج نے توہین رسالت کیس کا فیصلہ سناتے ہوئے مجرم سجاد مسیح کو ۲۵ سال قید اور دو لاکھ جرمانے کا حکم سنادیا۔ کورٹ ذرائع کے مطابق ایڈیشنل سیشن جج گوجرہ ہمایوں شہزاد رضا نے گوجرہ کے مشہور توہین رسالت روما مسیح کیس کا فیصلہ سناتے ہوئے مجرم سجاد مسیح کو ۲۵ سال قید اور دو لاکھ روپے جرمانے کی سزا سنادی۔ ملزم نے دو سال قبل گوجرہ کی رہائشی روما مسیح سے رشتہ نہ ہونے کی رنجش میں اس کے نام کی بوگس سم کارڈ حاصل کرکے مختلف علماء اور شہریوں کو توہین آمیز ایس ایم ایس کئے تھے جس پر مقامی پولیس نے روما مسیح کی گرفتاری کے لئے چھاپے مارے مگر روما مسیح گرفتاری کے ڈر سے بیرون ملک فرار ہوگئی۔

(روزنامہ جنگ کراچی ۱۴؍جولائی ۲۰۱۳ء)

مرزا صاحب کی پیشگوئیاں

مولانا لال حسین اختر رحمۃ اللہ علیہ

دوسری قسط

۶:…"وہ پیشگوئی جو مسلمان قوم سے تعلق رکھتی ہے، بہت ہی عظیم الشان ہے، کیونکہ اس کے اجزا یہ ہیں:

(۱) کہ مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری تین سال کی میعاد کے اندر فوت ہو۔

(۲) اور پھر داماد اس کا جو اس کی دختر کلاں کا شوہر ہے، ڈھائی سال کے اندر فوت ہو۔

(۳) اور پھر یہ کہ مرزا احمد بیگ تا روز شادی دختر کلاں فوت نہ ہو۔

(۴) اور پھر یہ کہ وہ دختر بھی تا نکاح اور تا ایام بیوہ ہونے اور نکاح ثانی کے فوت نہ ہو۔

(۵) اور پھر یہ کہ یہ عاجز بھی ان تمام واقعات کے پورے ہونے تک فوت نہ ہو۔

(۶) اور پھر یہ کہ اس عاجز سے نکاح ہو جاوے اور ظاہر ہے کہ یہ تمام واقعات انسان کے اختیار میں نہیں۔" (شہادۃ القرآن، ص:۷۵، روحانی خزائن، ص:۳۷۶، ج:۶)

۷:…میں بالآخر دعا کرتا ہوں کہ:

"اے خدائے قادر و علیم! اگر آتھم کا عذاب مہلک میں گرفتار ہونا اور احمد بیگ کی دختر کلاں کا آخر اس عاجز کے نکاح میں آنا یہ پیشگوئیاں تیری طرف سے ..... نہیں ہیں تو مجھے نامرادی اور ذلت کے ساتھ ہلاک کر۔" (اشتہار انعامی چار ہزار روپیہ، مجموعہ اشتہارات، ص:۱۱۶، ج:۲)

۸:…"نفس پیشگوئی اس عورت (محمدی بیگم) کا اس عاجز کے نکاح میں آنا یہ تقدیر مبرم ہے، جو کسی طرح ٹل نہیں سکتی، کیونکہ اس کے لئے الہام الٰہی میں یہ فقرہ موجود ہے: "لا تبدیل لکلمات اللّٰہ" یعنی میری یہ بات ہرگز نہیں ٹلے گی، پس اگر ٹل جائے تو خدا تعالیٰ کا کلام باطل ہوتا ہے۔" (اشتہار ۶/اکتوبر ۱۸۹۴ء، مندرجہ "تبلیغ رسالت" ص:۱۱۵، ج:۳، مجموعہ اشتہارات، ص:۴۳، ج:۲)

۹:… ترجمہ: "میں (مرزا) نے بڑی عاجزی سے خدا سے دعا کی تو اس نے مجھے الہام کیا کہ میں ان (تیرے خاندان کے) لوگوں کو ان میں سے ایک نشانی دکھاؤں گا، خدا تعالیٰ نے ایک لڑکی (محمدی بیگم) کا نام لے کر فرمایا کہ وہ بیوہ کی جائے گی اور اس کا خاوند اور باپ یوم نکاح سے تین سال تک فوت ہو جائیں گے، پھر ہم اس لڑکی کو تیری طرف لائیں گے اور کوئی اس کو روک نہ سکے گا اور فرمایا: میں اسے تیری طرف واپس لاؤں گا، خدا کے کلام میں تبدیلی نہیں ہو سکتی اور تیرا خدا جو چاہتا ہے کر دیتا ہے۔" (کرامات الصادقین سرورق، صفحہ اخیر، روحانی خزائن، ص:۱۶۲، ج:۷)

۱۰:… ترجمہ: "انہوں نے میرے نشانوں کی تکذیب کی اور ٹھٹھا کیا، سو خدا ان کے لئے تجھے کفایت کرے گا اور اس عورت کو تیری طرف واپس لائے گا۔ یہ امر ہماری طرف سے ہے اور ہم ہی کرنے والے ہیں، بعد واپسی کے ہم نے نکاح کر دیا، تیرے رب کی طرف سے سچ ہے، پس تو شک کرنے والوں سے مت ہو، خدا کے کلمے بدلا نہیں کرتے، تیرا رب جس بات کو چاہتا ہے وہ بالضرور اس کو کر دیتا ہے، کوئی نہیں جو اس کو روک سکے، ہم اس کو واپس لانے والے ہیں۔" (انجام آتھم، ص:۶۰/۶۱، روحانی خزائن، ص:۶۰/۶۱، ج:۱۱)

۱۱:… ترجمہ: "خدا نے فرمایا کہ یہ لوگ میری نشانیوں کو جھٹلاتے ہیں اور ان سے ٹھٹھا کرتے ہیں، پس میں ان کو ایک نشان دوں گا اور تیرے لئے ان سب کو کافی ہوں گا اور اس عورت کو جو احمد بیگ کی عورت کی بیٹی ہے، پھر تیری طرف واپس لاؤں گا یعنی چونکہ وہ ایک اجنبی کے ساتھ نکاح ہو جانے کے سبب سے قبیلہ سے باہر نکل گئی ہے، پھر تیرے نکاح کے ذریعہ سے قبیلہ میں داخل کی جائے گی، خدا کی باتوں اور اس کے وعدوں کو کوئی بدل نہیں سکتا اور تیرا خدا جو کچھ چاہتا ہے وہ کام ہر حالت میں ہو جاتا ہے، ممکن نہیں کہ معرض التوا میں رہے، پس اللہ تعالیٰ نے لفظ فسیکفیکھم اللّٰہ کے ساتھ اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ وہ احمد بیگ کی لڑکی کو روکنے والوں کو جان سے مار ڈالنے کے بعد میری طرف واپس لائے گا، دراصل مقصود جان سے مار ڈالنا تھا اور تو جانتا ہے کہ ملاک اس امر کا جان سے مار ڈالنا ہے اور بس۔" (انجام آتھم، ص:۲۱۹، روحانی خزائن، ص:۲۱۶، ۲۱۷، ج:۱۱)

۱۲:…"براہین احمدیہ" میں بھی اس وقت سے سترہ برس پہلے اس پیشگوئی کی طرف

اشارہ فرمایا گیا ہے جو اس وقت میرے پر کھولا گیا ہے اور وہ یہ الہام ہے جو براہین کے ص:۴۹۶ میں مذکور ہے: یا آدم اسکن انت وزوجک الجنہ... اس جگہ تین جگہ زوج کا لفظ آیا اور تین نام اس عاجز کے رکھے گئے، پہلا نام: آدم، یہ وہ ابتدائی نام ہے جب کہ خداتعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے اس عاجز کو روحانی وجود بخشا، اس وقت پہلی زوجہ کا ذکر فرمایا، پھر دوسری زوجہ کے وقت میں مریم نام رکھا، کیونکہ اس وقت مبارک اولاد دی گئی، جس کو مسیح سے مشابہت ملی اور نیز اس وقت مریم کی طرح کئی ابتلا پیش آئے، جیسا کہ مریم کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کے وقت یہودیوں کی بدباطنیوں کا ابتلا پیش آیا اور تیسری زوجہ جس کا انتظار ہے، اس کے ساتھ احمد کا لفظ شامل کیا گیا اور یہ لفظ احمد اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس وقت حمد اور تعریف ہوگی۔ یہ ایک چھپی ہوئی پیشگوئی ہے جس کا سر اس وقت خداتعالیٰ نے مجھ پر کھول دیا۔ غرض یہ تین مرتبہ زوج کا لفظ تین مختلف نام کے ساتھ جو بیان کیا گیا ہے، وہ اسی پیشگوئی کی طرف اشارہ تھا۔" (ضمیمہ انجام آتھم، ص:۵۴، روحانی خزائن ص:۳۳۸، ج:۱۱)

۱۳:... "اس پیشگوئی کی تصدیق کے لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی پہلے سے ایک پیشگوئی فرمائی ہے کہ "یتزوج ویولد له" یعنی وہ مسیح موعود بیوی کرے گا اور نیز وہ صاحب اولاد ہوگا۔ اب ظاہر ہے کہ تزوج اور اولاد کا ذکر کرنا عام طور پر مقصود نہیں، کیونکہ عام طور پر ہر ایک شادی کرتا ہے اور اولاد بھی ہوتی ہے۔ اس میں کچھ خوبی نہیں بلکہ تزوج سے مراد وہ خاص تزوج ہے جو بطور نشان ہوگا اور اولاد سے مراد وہ خاص اولاد ہے، جس کی نسبت اس عاجز کی پیشگوئی موجود ہے، گویا اس جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سیہ دل منکروں کو ان کے شبہات کا جواب دے رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ یہ باتیں ضرور پوری ہوں گی۔" (حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم، ص:۵۳، روحانی خزائن ص:۳۳۷، ج:۱۱)

۱۴:... "احمد بیگ کی دختر کی نسبت جو پیشگوئی ہے وہ اشتہار میں درج ہے اور ایک مشہور امر ہے، وہ مرزا امام الدین کی ہمشیرہ زادی ہے جو خط بنام مرزا احمد بیگ کلمہ فضل رحمانی میں ہے، وہ میرا ہے اور سچ ہے وہ عورت میرے ساتھ بیاہی نہیں گئی، مگر "میرے ساتھ اس کا بیاہ ضرور ہوگا" جیسا کہ پیشگوئی میں درج ہے، وہ سلطان محمد سے بیاہی گئی... میں سچ کہتا ہوں کہ اسی عدالت میں جہاں ان باتوں پر جو میری طرف سے نہیں ہیں بلکہ خدا کی طرف سے ہیں، ہنسی کی گئی ہے، پیشگوئی کے الفاظ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہی پیشگوئی تھی کہ وہ دوسرے کے ساتھ بیاہی جائے گی، اس لڑکی کے باپ کے مرنے اور خاوند کے مرنے کی پیشگوئی شرطی تھی اور شرط توبہ اور رجوع الی اللہ کی تھی، لڑکی کے باپ نے توبہ نہ کی، اس لئے وہ بیاہ کے بعد چند مہینوں کے اندر مر گیا اور پیشگوئی کی دوسری جزو پوری ہوگئی، اس کا خوف اس کے خاندان پر پڑا اور خصوصاً شوہر پر پڑا جو پیشگوئی کا ایک جزو تھا۔ انہوں نے توبہ کی، چنانچہ اس کے رشتہ داروں اور عزیزوں کے خط بھی آئے، اس لئے خداتعالیٰ نے اس کو مہلت دی، عورت اب تک زندہ ہے، میرے نکاح میں وہ عورت ضرور آئے گی امید کیسی یقین کامل ہے۔ یہ خدا کی باتیں ہیں ٹلتی نہیں، ہوکر رہیں گی۔" (اخبار "الحکم" ۱۰ اگست ۱۹۰۱ء، مرزا صاحب کا حلفیہ بیان عدالت ضلع گورداس پور میں، کتاب منظور الٰہی ص:۲۴۴، ۲۴۵)

قارئین! مندرجہ بالا حوالہ جات خود ہی اپنی تشریح کر رہے ہیں، کسی مزید وضاحت اور حاشیہ آرائی کی ضرورت نہیں۔ ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء کے اشتہار میں مرزا صاحب نے الہامی اعلان کر دیا تھا کہ محمدی بیگم کا باکرہ ہونے کی حالت میں میرے ساتھ نکاح ہوگا اور اس کا نکاح کسی دوسرے شخص سے کر دیا گیا تو اس کا خاوند روز نکاح سے ڈھائی سال تک فوت ہوجائے گا اور خداتعالیٰ ہر ایک مانع کو دور کرنے کے بعد اسے میرے نکاح میں لائے گا۔ (ازالہ اوہام، اشتہار مئی ۱۸۹۱ء، شہادت القرآن، آئینہ کمالات اسلام، کرامات الصادقین) کے جو حوالہ جات میں نے نقل کئے ہیں، ان میں بھی یہی ڈھنڈورا پیٹا گیا ہے کہ محمدی بیگم کا خاوند ڈھائی سال کے اندر فوت ہوجائے گا اور محمدی بیگم مرزا صاحب کے نکاح میں آجائے گی۔ اب ہمیں یہ بتانا ہے کہ مرزا سلطان محمد صاحب ساکن پٹی سے نکاح کب ہوا اور مرزا صاحب کے الہامی قول کے مطابق اس کی زندگی کی آخری تاریخ کون سی تھی، اس کے لئے ہمیں بیرونی شہادت کی ضرورت نہیں، مرزا صاحب خود تحریر کرتے ہیں:

"۷ اپریل ۱۸۹۲ء کو اس لڑکی (محمدی بیگم) کا دوسری جگہ نکاح ہوگیا۔" (آئینہ کمالات اسلام ص:۲۸۰، ج:۵)

نکاح کی تاریخ معلوم ہوگئی، اب وفات کے متعلق لکھتے ہیں:

"پھر مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری کے داماد کی موت کی نسبت پیشگوئی، جو پٹی لاہور کا باشندہ ہے، جس کی میعاد آج کی تاریخ سے جو

۲۱/ستمبر۱۸۹۳ء ہے، قریباً گیارہ مہینے باقی رہ گئی ہے۔“ (شہادۃ القرآن، ص:۹۳، روحانی خزائن، ص:۳۷۵،ج:۵)

مرزا صاحب کے ان دونوں بیانات سے صاف پتا چل گیا کہ ۲۱/اگست ۱۸۹۴ء مرزا سلطان محمد صاحب کی زندگی کا آخری دن تھا، مگر وہ آج ۲۱/اپریل ۱۹۳۲ء تک بقید حیات موجود ہے، جب مرزا صاحب کی بیان کردہ ڈھائی سال میعاد گزر جانے کے بعد مرزا سلطان محمد زندہ رہے اور ہر طرف سے مرزا صاحب قادیانی پر اعتراضات کی بوچھاڑ ہوئی تو مرزا صاحب نے اپنی ذلت ورسوائی پر پردہ ڈالنے کے لئے ایک نیا ڈھکوسلہ گھڑ لیا، جیسا کہ انہوں نے لکھا ہے:

”غرض احمد بیگ میعاد کے اندر فوت ہوگیا اور اس کا فوت ہونا اس کے داماد اور تمام عزیزوں کے لئے سخت ہم وغم کا موجب ہوا، چنانچہ ان لوگوں کی طرف سے توبہ اور رجوع کے خط اور پیغام بھی آئے، جیسا کہ ہم نے اشتہار ۶/اکتوبر ۱۸۹۴ء میں، جو غلطی سے ۶/ستمبر ۱۸۹۴ء لکھا گیا ہے، مفصل ذکر کردیا ہے، پس اس دوسرے حصہ یعنی احمد بیگ کے داماد کی وفات کے بارے میں سنت اللہ کے موافق تاخیر ڈال دی گئی۔“ (اشتہار انعامی چار ہزار روپیہ، مجموعہ اشتہارات حاشیہ ص:۹۴،۹۵، ج:۲)

(جاری ہے)

ایک قادیانی کا فریب استدلال

حضرت مولانا حبیب احمد کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ ایک قادیانی کے فریب استدلال کا پردہ چاک کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”جب غلام احمد قادیانی مدعی نبوت نے اپنے یہ جھوٹے الہامات شائع کئے کہ خدا نے محمدی بیگم سے میری شادی کردی ہے اور وہ ہر مانع کو دور کر کے میرے نکاح میں آوے گی اور ناممکن ہے کہ خدا کا وعدہ ٹل جاوے وغیرہ وغیرہ اور نتیجہ یہ ہوا کہ غلام احمد مرگیا اور محمدی بیگم کی صورت بھی نصیب نہ ہوئی، نکاح میں آنا تو درکنار، تو مسلمانوں کی طرف سے قادیانیوں پر اعتراض کیا گیا کہ اگر تمہارے نبی سچے تھے تو یہ الہامات جھوٹے کیوں ہوئے؟ اس کے جواب میں خلیفہ نورالدین نے اپنی خلافت کا حق ادا کرتے ہوئے یہ کہا کہ بسا اوقات خطاب ایک شخص کو ہوتا ہے اور مراد دوسرا ہوتا ہے... جیسا کہ یا بنی اسرائیل میں خطاب ان بنی اسرائیل کو ہے جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں موجود تھے اور مراد ان سے اگلے آباؤ اجداد ہیں، اس طرح جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے قیصر وکسریٰ کے خزانوں کی کنجیاں دی گئیں، حالانکہ فارس وروم خلافت حضرت عمر رضی اللہ عنہ میں فتح ہوئے، پس ان الہامات میں مرزا غلام احمد قادیانی سے ان کی اولاد مراد ہے اور محمدی بیگم سے خود محمدی بیگم یا اس کی کوئی اولاد مراد ہے اور مطلب یہ تھا کہ تمہاری اولاد سے محمدی بیگم یا اس کی کسی اولاد کی شادی ہوئی، لہٰذا یہ الہامات جھوٹے نہیں۔

لیکن یہ یاد رکھنا چاہئے یہ جواب محض لغو ہے، کیونکہ اول تو یہ مجاز ہے اور مجاز کے لئے قرینہ کی ضرورت ہوتی ہے، قرآن وحدیث میں قرائن موجود ہیں اور مرزا کی وحی میں اس مجاز کا کوئی قرینہ نہیں تھا، کیونکہ مرزا قادیانی عمر بھر یہی سمجھتا رہا کہ خود میری شادی خاص محمدی بیگم سے ہوگی اور وہ اسی تمنا میں مرگیا۔

دوسرا یہ کہ یہ قاعدہ ہر فعل میں صحیح نہیں کہ یوں کہا جائے کہ میری فلاں عورت سے شادی ہوئی اور مراد لیا جائے کہ میرے بیٹے کی اس کی بیٹی سے شادی ہوئی، اس کی نظیر کسی جگہ ہو تو دکھلائی جاوے اور اگر اس قاعدے کو کلیہ تسلیم کیا جاوے تو پھر قادیانیوں پر یہ اشکال ہوگا کہ جن الہامات میں مرزا کو نبی یا رسول، یا چنیں وچناں کہا گیا ہے، ان میں اس کی کیا دلیل ہے کہ خود مرزا مراد ہے، شاید وہاں بھی اس کی کوئی اولاد مراد ہو، اگر اس کا وہ جواب دیں کہ مرزا نے ان سے ایسا ہی سمجھا تو اس کا جواب یہ ہے کہ مرزا نے نکاح کے متعلق بھی یہی سمجھا کہ خود میرا نکاح ہوگا، نہ کہ میری اولاد کا، اگر وہاں فہم مرزا حجت ہے تو یہاں بھی ہونی چاہئے اور اگر یہاں حجت نہیں تو وہاں بھی نہ ہونی چاہئے۔ آخر وجہ فرق کیا ہے؟

اگر ان اعتراضات کا جواب کسی قادیانی کے پاس ہو تو ہم سننا چاہتے ہیں۔ (حل القرآن، البقرہ، تحت آیہ:۴۷)

”وَآمِنُوا بِمَا أَنزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ وَلَا تَكُونُوا أَوَّلَ كَافِرٍ بِهِ وَلَا تَشْتَرُوا بِآيَاتِي ثَمَنًا قَلِيلًا وَإِيَّايَ فَاتَّقُونِ ○ وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ.“

(سورۃ بقرہ:۴۱تا۴۲)

ترجمہ: ”اور مان لو اس کتاب کو جو میں نے اتاری ہے، سچ بتانے والی ہے، اس کتاب کو جو تمہارے پاس ہے اور مت ہو سب میں اوّل منکر اس کے اور نہ لو میری آیتوں پر مول تھوڑا اور مجھ ہی سے بچتے رہو اور مت ملاؤ صحیح میں غلط اور مت چھپاؤ سچ کو جان بوجھ کر۔“

نفس وشیطان کا دھوکا!

مفکر احرار محترم جناب چوہدری افضل حق مرحوم نابغہ روزگار شخصیات میں سے ایک عظیم نام ہے، نامور ادیب اور مایہ ناز قلم کار تھے، آپ کی علمی کاوشوں میں سے ایک مقبول عام کتاب "دین اسلام" ہے، جسے افادۂ عام کے لئے ادارہ کی طرف سے پیش کیا جارہا ہے۔

چوہدری افضل حق

تیسرا کھٹکا:

ایک عبادت خدمت خلق سے بے نیاز کردیتی ہے، کوئی جئے یا مرے، عبادت گزار کو عبادت سے کام، عشق کا آسرا لے کر کاروبار دنیا سے سروکار کون رکھے، بول چال نقل وحرکت گراں ہوجاتی ہے، پہلے تو مسلمانوں کے عالمگیر تنزل کو دیکھ کر آتش زیرپا رہتا تھا، شیر سے پنجہ لینے اور انقلاب حال کے لئے جان دینے کو مستعد تھا، مگر اب اجتماعی زندگی میں مسلمان کی سربلندی کی ساری تدبیریں بے کار نظر آنے لگیں، ...... یعنی رنگین راگ نے جس طرح دماغ میں سرور سا پیدا ہوکر قوائے عمل مضمحل سے ہوجاتے ہیں، اسی طرح کی ملتی جلتی کیفیت طاری ہوجاتی ہے، خدا پرستی کے ڈانڈے رہبانیت سے جا ملتے ہیں، اب انسان یہ سوچتا ہے کہ راگ اور رہبانیت کی نفی کرکے، اسلام نے انسان کا کیا بھلا سوچا، محبت اور عشق کی رنگین راہوں سے ہٹا کر روح انسانی کو بن کی سوکھی لکڑی بنادیا، مسجد سے زیادہ خانقاہوں کی کشش بڑھ جاتی ہے، ساز وسرود اور حال مزاج کے ٹھیک موافق آتے ہیں، سجدوں کی جگہ وجد لے لیتا ہے، شریعت طریقت کے جلو میں چلنے لگتی ہے، آدمی دل میں کہتا ہے کہ مسجد کے ملا نے اسلام کا حلیہ بگاڑ دیا ہے، کم بخت مدت سے مسلمان کے گلے پڑا ہے، نہ مرتا ہے نہ جگہ خالی کرتی ہے، اس نے مذہب کو بے سُر تال بنا رکھا ہے جس قوم میں مزامیر حرام اور قوالی منع ہے، زندگی کی مسرتوں میں اس کا حصہ ہی کیا، غرض شریعت سے پھسل کر رہبانیت کی طرف آیا، وہاں سے لڑھک کر قوالوں کی جھولی میں پڑا، اس کوچہ سے آوارگی کی راہیں کتنی قریب ہیں، راگ اور رنگ کو رنگ رلیوں سے کتنی مناسبت ہے، ایک سیڑھی سے پھسلا تو پھسلتا ہی چلا گیا اوپر سے چلا، پھر نیچے آرہا، گناہوں کے نشیب سے روحانی رفعتوں کو پھر حیرت سے دیکھنے لگا۔

غرض کثرت سے قولی عبادت سرور ضرور پیدا کرتی ہے لیکن عمل کے قویٰ کمزور ہوجانے کے علاوہ انسان اجتماعیت سے غافل ہوکر انفرادیت کا بندہ بن جاتا ہے، وہ نشے سے سرشار رہتا ہے، اپنی تنہا خوشی کی جنت آباد رکھنا چاہتا ہے، اس کی کیفیت اس شریر امیر کی ہوجاتی ہے، جسے اپنی مسرتوں سے کام ہے، غریبوں کی آہیں اور دردمندوں کے نالے اس پر اثر نہیں کرتے، رنگین مشاغل اس کی آنکھیں بند رکھتے ہیں، وہ کسی کی تباہ حالی کو نہیں دیکھتا، ہمسائے میں بچے سردیوں میں تن پر کپڑے کے بغیر پڑے ٹھٹھرتے ہیں، لیکن وہ اپنے ٹھاٹھ کے اضافوں میں مگن ہوتا ہے، غریب کی تن پوشی کا سامان نہ ہو، مگر اس کی دیواروں پر پردے لٹکنے چاہئیں اور اس کے گھر کا فرش رنگ برنگ کے قالینوں سے مزین ہونا چاہئے، قوم رہے یا نہ رہے وہ اپنی جان کو جوکھوں میں نہ ڈالے گا، اسی طرح قولی عبادت کی کثرت آنکھیں اور کان بند کرکے دل کے دروازوں سے سکون حاصل کرنا چاہتی ہے، قومی خطرہ دروازہ آ کھٹکھٹاتا ہے، بچے یتیم اور عورتیں بیوہ ہونے لگتی ہیں، یہ یاد خدا سے فارغ نہیں، خطرے کے مقابلہ کی تیاری اسباب کی فراہمی تو دور کی کوڑی لاتا ہے، وہ قومی تباہیوں کی طرف جھانک کر بھی نہیں دیکھتا، مبادا اس کی یکسوئی میں فرق آجائے اسلام کے دین میں وہ دولت اور عبادت خوشنما دھوکا ہیں دونوں انفرادی خوشی کا شیطانی کھلونا ہیں۔

اے عزیز! ایسی عبادتیں جو حق العباد سے غافل کردیں، خواہ کیسی سرور انگیز اور تسلی بخش کیوں نہ ہوں نفس کا دھوکا ہیں، طبیعت کے مبالغوں کو قرب الٰہی نہ سمجھو، وہ تفریح، وہ دولت اور وہ حکومت جو نشہ بن کر دماغ پر چھائے، جس سے غفلت، غرور اور بے انصافی پیدا ہو، دوزخ کی راہ دکھانے والی بدمعاشیاں ہیں، ان سے بچو، ان خوشیوں کی انتہا غم ہے۔

بارش رحمت ہے مگر اس کی کثرت مصیبت اور تباہی ہے، خدا کا نام بابرکت ہے، مگر ہر وقت قولی عبادت میں بسر کرنا رہبانیت ہے، رہبانیت کے اس رس بھرے دھوکے میں نہ آؤ، اس کے ساتھ فرائض دنیا اور خدمت خلق کو شامل کرو۔

(جاری ہے)

روح افزا
رمضان مبارک
رحمت برکت جمع کرو...
اور کیا چاہیئے!
ہمدرد
Brands Award
2011-2012

خبروں پر ایک نظر

ختم نبوت کورس صادق آباد

صادق آباد (رپورٹ: مفتی محمد راشد مدنی، رحیم یار خان) عظیم الشان شعور ختم نبوت وفہم دین کورس جو کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت صادق آباد کے زیر اہتمام جامع مسجد مکی مظہر فرید کالونی میں منعقد ہوا، اس حوالہ سے کامیاب ترین کورس تھا کہ تقریباً ہر شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد نے مسلسل اکیس دن کورس میں شرکت کی۔ کورس میں وکلاء، ڈاکٹرز، اسکول و کالج کے اساتذہ کرام، تاجر حضرات کی بڑی تعداد شریک ہوئی۔ نیز کورس میں ڈھائی ہزار خواتین نے بھی جوش و جذبہ سے شرکت کی۔ کورس میں شریک ہونے والوں کو کاپی قلم بھی جماعت کی طرف سے دیئے گئے۔ کورس میں جن مضامین پر سیر حاصل گفتگو ہوئی، ان میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت وفضیلت نیز چودہ صد سالہ تاریخ مدعیان نبوت اور جس طرح سے امت مسلمہ نے ان جھوٹے دجالوں کا دیوانہ وار مقابلہ کیا، اس کا تفصیلاً ذکر ہوا، فتنہ قادیانیت کی ابتداً اس فتنہ کی کاشت کاری کی وجہ، انگریز کی سرپرستی، علماء حقہ کا مقابلہ، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مکمل تاریخ ۱۹۵۳ء، ۱۹۷۴ء، ۱۹۸۴ء کی تحاریک کا مکمل احوال اور دنیا میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی جماعت سے قادیانیت کا تعاقب نیز حیات عیسیٰ علیہ السلام پر قرآن مجید، احادیث مبارکہ سے پُرمغز دلائل اور منکرین حیات عیسیٰ علیہ السلام کے شبہات کے جوابات، حضرت مہدی علیہ الرضوان کی حقیقت، حقانیت اسلام جس میں ایسے دلائل ذکر ہوئے جنہیں سن کر دنیا کا کوئی بھی کافر اسلام کو سچا مذہب تسلیم کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ مرزا غلام احمد قادیانی کا گھناؤنا کردار خود قادیانیوں کی کتابوں کے آئینہ میں، قادیانیوں اور دوسرے کافروں کے درمیان فرق، بائبل سے عیسائیوں کو دعوت اسلام، نیز مروجہ عیسائیت کے من گھڑت عقائد کی تردید بزبان بائبل اور تحریف بائبل بزبان بائبل جیسے مضوعات پر گفتگو ہوئی۔

زکوٰۃ وعشر کے جدید مسائل، نیز معاشی مسائل، جدید تجارتی مسائل کے بنیادی اصول، سود، جوا، انعامی اسکیموں کی حقیقت، انعامی بانڈز، شیئرز کا کاروبار، انشورنس کا صحیح طریقہ کار پر تفصیلاً بیان ہوا، معاشرتی مسائل نکاح، طلاق، خلع، وارثت، وصیت، حق مہر، فسخ نکاح پر آسان، عام فہم بیانات ہوئے۔ مکمل اسلامی عقائد پر دو دن تفصیلی بحث ہوئی۔ حیات انبیاء علیہم السلام اور برزخی زندگی پر دلائل کی دنیا میں بحث ہوئی۔ دوران کورس سامعین کے سوالات کے جوابات بھی دیئے گئے اور وقتاً فوقتاً لٹریچر بھی تقسیم کیا گیا، نیز منکرین حدیث کے اشکالات کے جوابات کے ساتھ ساتھ حجیت حدیث پر گفتگو ہوئی الحمدللہ! مسلسل اکیس روز راقم الحروف کے بیانات ہوئے، جس میں صادق آباد اور رحیم یار خان شہر کے جید علماء کرام مسلسل شریک ہوئے۔ خصوصاً عالمی مجلس ختم نبوت صادق آباد کے امیر مولانا محمد مشتاق مدظلہ، ناظم اعلیٰ مولانا محمد طلحہ مدظلہ، ناظم تبلیغ مولانا محفوظ احمد جالندھری، ناظم نشرواشاعت فیصل الرحمٰن، خازن شفقت حسین بھی شریک کورس رہے۔

کورس میں مقامی اسلامی کتب فروش مکتبہ الامۃ کو اس امر پر آمادہ کیا گیا کہ ۴۵ فیصد رعایت پر اسلامی کتابیں فروخت کریں تاکہ ہر مسلمان کے گھر میں اسلامی لٹریچر پہنچ سکے۔ الحمدللہ! یہ تجربہ بھی کامیاب رہا بہت بڑی تعداد میں شرکاء نے اس مکتبہ سے کتابیں نیز مجلس ختم نبوت کی کتب خریدیں واضح رہے کہ کورس میں ۹۸ فیصد دنیا دار طبقہ تھا جنہوں نے انتہائی دلجمعی سے اس کورس سے استفادہ کیا تقریباً ہر فتنہ کے متعلق مثبت انداز میں گفتگو ہوئی۔

کورس کی کامیابی میں حاجی غلام رسول، حکیم محمد زاہد، مولانا محمد صفدر خطیب جامع مسجد ھذا، مولانا عبدالرحمٰن، مولانا محمد عبداللہ، بھائی عبداللہ، بھائی عامر کی خصوصی کاوشیں ہیں جنہوں نے شرکائے کورس کو ہر قسم کی راحت پہنچانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

اختتامی تقریب کے مہمان خصوصی مولانا مفتی قاضی شفیق الرحمٰن امیر مجلس تحفظ ختم نبوت رحیم یار خان اور مولانا محمد مشتاق امیر مجلس صادق آباد تھے، انہوں نے اپنے بیان میں کورس کی کامیابی کو مجلس ختم نبوت کے مقدس پلیٹ فارم کی مرہون منت قرار دیتے ہوئے راقم الحروف کی حوصلہ افزائی کی اور شرکائے کورس کو مبارک باد دی، یہ مرحلہ بڑا ایمان افروز تھا جب تقسیم اسناد کے موقع پر ۱۵ سال کے نوجوان سے لے کر ۸۰ سالہ بوڑھا سند وصول کر رہا تھا۔ اختتامی دعا مولانا محمد مشتاق مدظلہ نے کی اور شرکاء کو مجلس تحفظ ختم نبوت سے جڑے رہنے کی تلقین کرتے ہوئے لولاک کے خریدار بننے کی ترغیب دی، رقت آمیز دعا ہوئی اور یوں یہ کورس دور رس اثرات کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔

ختم نبوت کنونشن،ٹنڈو آدم

ٹنڈو آدم (رپورٹ: حافظ محمد فرقان انصاری) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی جانب سے قبا مسجد ریلوے لائن میں عظیم الشان ختم نبوت کنونشن منعقد ہوا، جس کی صدارت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مفتی حفیظ الرحمان رحمانی صاحب نے فرمائی، علامہ محمد راشد مدنی کا تفصیلی بیان ہوا کنونشن میں مفتی محمد طاہر مکی، خطیب مسجد مولانا حفظ الرحمان انصاری، حافظ محمد راشد طیار کے علاوہ مجلس کے مقامی امیر حاجی محمد عمر جونیجو، ناظم منور حسین قریشی، حافظ محمد فرقان انصاری، محمد ہاشم بروہی، سمیت کارکنوں اور نمازیوں کی بڑی تعداد نے شرکت کی، کنونشن میں تمام مسلمانوں کو دفتر ختم نبوت جامع مسجد ختم نبوت میں ہر جمعہ کو ہونے والے ہفتہ وار اجلاس کی دعوت دی گئی، آخر میں حضرت مفتی حفیظ الرحمان کے اختتامی کلمات اور دعا پر کنونشن کا اختتام ہوا۔

دوسرا کنونشن الہیار گوٹھ میں جناب ذوالفقار نقشبندی کے گھر کے باہر عام شاہراہ پر ہوا، جس کی صدارت جامعہ فاروقیہ کے سابق مدرس مولانا حبیب الرحمٰن سعید نے کی، کنونشن میں علامہ محمد راشد مدنی اور مفتی محمد طاہر مکی کے تفصیلی بیانات ہوئے یہاں پر کافی تعداد میں نوجوانوں نے تحفظ ختم نبوت کے کام کے لئے اپنے نام پیش کئے جس کے بعد وہاں باقاعدہ یونٹ قائم کر کے دفتر کا افتتاح کیا گیا، الہیار گوٹھ کے لئے بھائی ذوالفقار کو ہی امیر منتخب کیا گیا، جہاں بحمد اللہ ہر شب جمعہ کو باقاعدہ ہفتہ وار اجلاس ہو رہا ہے جس میں مرکز کی جانب سے مولانا محمد راشد مدنی، مفتی محمد طاہر مکی اور حافظ محمد فرقان انصاری باقاعدہ شرکت کر کے وہاں کے نوجوان کارکنوں کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں، علاوہ ازیں ہر روز بعد نماز عشاء وہاں نوجوان جمع ہوتے اور شہید ختم نبوت کی کتاب ”تحفہ قادیانیت“ کا مطالعہ کرتے ہیں۔ یہ کنونشن رات بارہ بجے اختتام پذیر ہوا۔

قادیانی ریشہ دوانیوں کا مقابلہ جاری رہے گا:عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

قادیانیوں کے سالانہ جلسے کی رپورٹ کا مقصد سادہ لوح لوگوں کو اپنے جال میں پھنسانا ہے

چناب نگر میں ختم نبوت کورس کے اختتامی تقریب سے مولانا عبدالمجید لدھیانوی ودیگر کا خطاب

لاہور (نمائندہ خصوصی) پوری دنیا میں قادیانی ریشہ دوانیوں کا مقابلہ جاری رکھا جائے گا۔ان خیالات کا اظہار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مولانا عبدالمجید لدھیانوی نے چناب نگر میں منعقدہ ختم نبوت کورس کی اختتامی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔تقریب کی صدارت خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف کے سجادہ نشین صاحبزادہ خلیل احمد نے کی۔انہوں نے کہا کہ قادیانیوں کی جرمنی کے سالانہ جلسے کی رپورٹ جھوٹ کا پلندا ہے۔قادیانی قیادت سادہ لوح لوگوں کو اپنے جال میں پھنسائے رکھنے کے لئے اس قسم کے شوشے چھوڑتی رہتی ہے۔عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی جنرل سیکریٹری مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہر سال ہزاروں علماء، طلبا اور مختلف طبقات زندگی سے تعلق رکھنے والوں کو قادیانیت کے دجل وفریب سے واقف کرنے کے لئے ایسے کورسز اور سرکیپ منعقد کئے جاتے ہیں، جنہیں قادیانیوں کے نام نہاد دلائل کا توڑ سکھایا جاتا ہے۔انشاء اللہ! یہ سلسلہ قادیانیت کے خاتمہ تک جاری رکھا جائے گا۔مولانا اللہ وسایا نے کہا کہ اس کورس کے بعد آپ کے کندھوں پر ایک بوجھ آن پڑا ہے کہ آپ نے قادیانیت کو دلائل و براہین کے زور سے ناک آؤٹ کرنا ہے۔تقریب سے مولانا سیف اللہ خالد، مولانا پیر ناصر فاروق شاہ، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا غلام مصطفیٰ، مولانا محمد قاسم رحمانی، پیر رضوان نفیس، مولانا غلام رسول دین پوری سمیت متعدد علماء کرام نے خطاب کیا۔ (روزنامہ اسلام کراچی، ۱۸ر جولائی ۲۰۱۳ء)

مرحومین کے لئے دعائے مغفرت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ٹنڈو آدم کے مقامی سابق امیر ڈاکٹر محمد خالد آرائیں صاحب کی اہلیہ انتقال فرما گئیں، مرحومہ تحفظ ختم نبوت کے ساتھ لگاؤ رکھنے والی خواتین میں سے تھیں، اپنے شوہر اور بچوں کو ختم نبوت کے ہفتہ وار اجلاس میں شرکت کی تلقین کرتی تھیں، مرحومہ کے دو صاحبزادے ڈاکٹر ضیاء الدین اور مصباح الحق ختم نبوت کے سرگرم کارکن ہیں، مرحومہ کو گزشتہ دنوں اللہ تعالیٰ نے دنیا کی عارضی تکالیف سے نجات دے کر اپنے پاس بلوالیا، اللہ پاک انہیں کروٹ کروٹ جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے، ان کی نماز جنازہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے راہنما، مفتی حفیظ الرحمان رحمانی صاحب نے ماڈل ٹاؤن میں پڑھائی، نماز جنازہ میں کارکنان ختم نبوت کے علاوہ اہلیان شہر نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ٹنڈو آدم کے شوریٰ کے رکن محمد ہاشم بروہی کی بہن اور محمد ثاقب شیخ کے دادا محمد یوسف چانڈا کا بھی انتقال ہوا جس پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے راہنماؤں علامہ احمد میاں حمادی، مفتی حفیظ الرحمان رحمانی، مولانا محمد راشد مدنی، مفتی محمد طاہر مکی، مقامی امیر حاجی محمد عمر جونیجو، ناظم منور حسین قریشی ودیگر راہنماؤں نے گہرے دکھ کا اظہار کرتے ہوئے ڈاکٹر محمد خالد آرائیں، محمد ہاشم بروہی، محمد ثاقب شیخ سے تعزیت کا اظہار کیا اور دفتر ختم نبوت میں ہونے والے ہفتہ وار اجلاس میں تینوں مرحومین کے لئے فاتحہ خوانی اور دعائے مغفرت بھی کی گئی۔

سہ ماہی ردّ قادیانیت تربیتی کلاس

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر ملتان میں گاہے بگاہے ردّ قادیانیت پر تیاری کے لئے وفاق المدارس کے سند یافتہ علماء کرام کی سہ ماہی کلاس کا اہتمام کیا جاتا ہے

امسال: ۱۰ ر شوال المکرّم ۱۴۳۴ھ سے مجوزہ کلاس کا آغاز ہوگا

کلاس میں شرکت کے خواہش مند حضرات کا ''جید اً جدا'' میں وفاق کا سند یافتہ ہونا ضروری ہے۔ نیز اردو تعلیم میں میٹرک پاس ہونا ضروری ہے۔ شرکاء کورس کو قیام وطعام کے علاوہ 1000 روپے اعزازیہ بھی دیا جائے گا۔

ذوق مناظرہ اور شوق تبلیغ رکھنے والے نئے علماء کرام توجہ فرمائیں

☆......کورس میں شرکت کے متمنی جلد از جلد درخواست قلمی، سادہ کاغذ پر بھجوا دیں۔

☆...... فوٹو کاپی سند وفاق المدارس، فوٹو کاپی سند میٹرک، فوٹو کاپی شناختی کارڈ ہمراہ درخواست لف کریں۔

رابطہ کیلئے: مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی (مرکزی ناظم تبلیغ)

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

حضوری باغ روڈ ملتان، فون: 4583486-4783486، فیکس: 061-4542277

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے تعاون

شفاعت نبی اکرم ﷺ کا ذریعہ

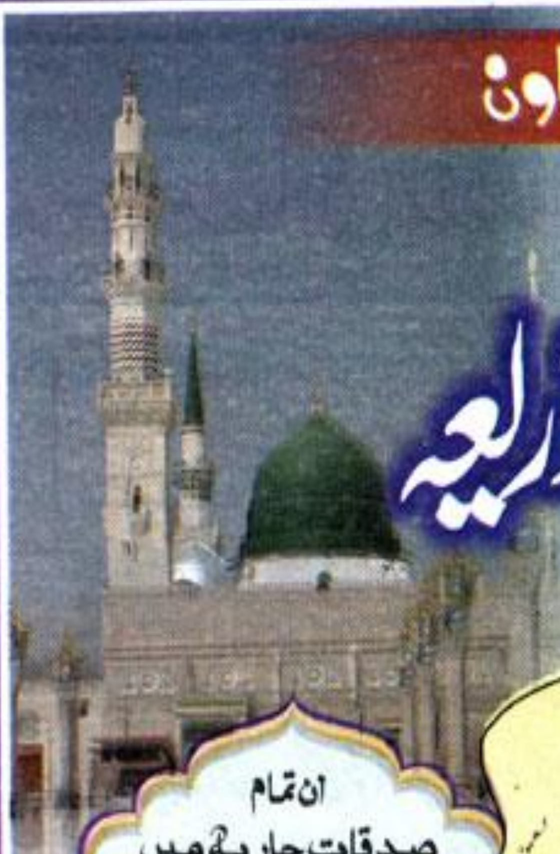

- پوری دنیا میں قادیانیت کا تعاقب
- قادیانیوں کو دعوت اسلام
- سینکڑوں مبلغین کے ذریعہ قادیانی سرگرمیوں کا سد باب
- عدالتوں میں قادیانیت کے متعلق مقدمات کی پیروی
- سینکڑوں مساجد و مدارس کے ذریعہ مبلغین کی تیاری
- دفاتر ختم نبوت، دار التصنیف اور لائبریریوں کا قیام
- قادیانیت سے تائب ہونے والے مسلمانوں کی نگہداشت
- ہفت روزہ ختم نبوت کے ذریعہ قادیانیت کا قلمی پوسٹ مارٹم

ان تمام صدقاتِ جاریہ میں شرکت کے لئے زکوٰۃ، صدقات، فطرہ، عطیات

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

کو دیجیے

نوٹ

مجلس کے مرکزی دفاتر میں رقوم جمع کرا کے مرکزی رسید حاصل کر سکتے ہیں۔ رقوم دیتے وقت مد کی صراحت ضروری ہے تاکہ شرعی طریقے سے مصرف میں لایا جا سکے۔

اپیل کنندگان

حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب
نائب امیر مرکزیہ

مولانا صاحبزادہ خواجہ عزیز احمد صاحب
نائب امیر مرکزیہ

حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری صاحب
مرکزی ناظم اعلیٰ

ترسیل زر کا پتہ

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

فون: 061-4783486, 061-4583486 اکاؤنٹ نمبر: 3464 یو بی ایل حرم گیٹ برانچ، ملتان

جامع مسجد باب الرحمت، پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی

فون: 021-32780337 فیکس: 021-32780340 اکاؤنٹ نمبر: 8-363 اور 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ